خلافت لائبریری ربوہ

احمدی احباب کی تعلیم و تربیت کے لئے

روزنامہ الفضل ربوہ

ایڈیٹر: عبدالسمیع خان

CPL 61

213029

بدھ 7-اپریل 1999ء - 19 ذی الحجہ 1419 ہجری - 7- شہادت 1378 ھش جلد 49-84 نمبر 76

راضی برضائے الٰہی

حضرت انس بن مالکؓ بیان کرتے ہیں کہ آنحضرت ﷺ کا صاحبزادہ ابراہیم آخری سانس لے رہا تھا- میں نے دیکھا کہ اس وقت حضورؐ کی آنکھوں میں آنسو تھے -اور آپؐ فرما رہے تھے- آنکھیں آنسو بہاتی ہیں دل غمگین ہے مگر ہم وہی کہیں گے جس پر ہمارا رب راضی ہے -اے ابراہیم ہم تیرے جانے کی وجہ سے غمزدہ ہیں-

(صحیح بخاری کتاب الجنائز باب انابک لمحزونون)

Digitized by Khilafat Library Rabwah

ارشادات عالیہ حضرت بانی سلسلہ احمدیہ

دو چیزوں کے باہم تعلق اور رگڑ سے ایک حرارت پیدا ہوتی ہے اسی طرح پر انسان کی محبت اور دنیا اور دنیا کی چیزوں کی محبت کی رگڑ سے الٰہی محبت جل جاتی ہے اور دل تاریک ہو کر خدا سے دور ہو جاتا اور ہر قسم کی بے قراری کا شکار ہو جاتا ہے- لیکن جبکہ دنیا کی چیزوں سے جو تعلق ہو وہ خدا میں ہو کر ایک تعلق ہو اور ان کی محبت خدا کی محبت میں ہو کر ہو- اس وقت باہمی رگڑ سے غیراللہ کی محبت جل جاتی ہے اور اس کی جگہ ایک روشنی اور نور بھر دیا جاتا ہے- پھر خدا کی رضا اس کی رضا اور اس کی رضا خدا کی رضا کا منشاء ہو جاتا ہے- اس حالت پر پہنچ کر خدا کی محبت اس کے لئے بمنزلہ جان ہوتی ہے اور جس طرح زندگی کے واسطے لوازم زندگی ہیں- اس کی زندگی کے واسطے خدا اور صرف خدا ہی کی ضرورت ہوتی ہے- دوسرے لفظوں میں یوں کہہ سکتے ہیں کہ اس کی خوشی اور راحت خدا ہی میں ہوتی ہے- پھر دنیا داروں کے نزدیک اگر اسے کوئی رنج اور کرب پہنچے تو پہنچے، لیکن اصل یہی بات ہے کہ اس ہم و غم میں بھی وہ اطمینان اور سکینت سے الٰہی لذت لیتا ہے جو کسی دنیا دار کی نظر میں بڑے سے بڑے فارغ البال کو بھی نصیب نہیں-

(ملفوظات جلد اول صفحہ 371-372)

نماز جنازہ

لندن سے آمدہ اطلاع کے مطابق حضرت خلیفۃ المسیح الرابع ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے مورخہ 22- مارچ 1999ء بروز پیر درج ذیل جنازے پڑھائے-

نماز جنازہ حاضر:- مکرم محمد افضل بٹ صاحب آف کرائیڈن- آپ مکرم نسیم افضل بٹ (نائب سیکرٹری امور عامہ یو- کے) اور مکرم محمود افضل بٹ آف کرائیڈن کے والد تھے-

نماز جنازہ غائب:- 1- مکرم مولانا نسیم سیفی صاحب: آپ 19- مارچ بروز جمعہ کو ہائی بلڈ پریشر اور دیگر عوارض کی وجہ سے 82 سال کی عمر میں فضل عمر ہسپتال ربوہ میں وفات پا گئے- آپ نے ساری عمر خدمت دین میں گزاری- نائیجیریا اور سیرالیون میں بطور امیر جماعت کام کیا- مرکزی دفاتر میں بھی بطور وکیل کام کیا- الفضل کے ایڈیٹر رہے آپ ایک اچھے صحافی اور ممتاز شاعر اور منجھے ہوئے مقرر تھے- تدفین بہشتی مقبرہ ربوہ میں ہوئی ہے- آپ بابا عطا محمد صاحب رفیق مسیح موعود کے بڑے بیٹے تھے-

2- مکرم میاں غلام رسول صاحب اعوان ڈیرہ غازی خان

آپ ایک بزرگ سیرت، صاحب علم اور مخلص فدائی احمدی تھے- روزنامہ الفضل ربوہ میں اکثر چھوٹے چھوٹے فقرات پر مشتمل بڑے عمدہ تربیتی مضامین لکھا کرتے تھے- آپ نے تقریباً 90 سال عمر پائی ہے-

☆ ☆ ☆ ☆ ☆ ☆

موصیان کرام

جو جائیداد فروخت کر دی جائے تو طریق یہی ہے کہ اس پر حصہ جائیداد ساتھ ہی ادا ہو یا پھر باقاعدہ مجلس کارپرداز سے ادائیگی کے لئے مہلت حاصل کی جائے-

(سیکرٹری مجلس کارپرداز)

☆ ☆ ☆ ☆ ☆ ☆

ہر کام میں اللہ کی رضا کو مقدم رکھو

(حضرت خلیفۃ المسیح الاول)

"میرے پیارو! مولیٰ کا تم پر بڑا فضل ہوا- تم کچھ نہ تھے- مولا کریم نے تم کو حیات ابدی دی- اسی نے طاقت دی- اسی نے ایمان کی راہیں بتائیں- نبی کے اتباع کی توفیق دی- پھر تم زندہ ہو گئے- پھر موت آنے والی ہے- پھر زندگی ہو گی- پھر حق سبحانہ کے دربار میں حاضر ہو گے- اللہ نے تمہارے سکھ تمہارے آرام کے لئے ہر چیز پیدا کی یہاں تک کہ جو کوڑا کرکٹ باہر پھینکتے ہو وہی جب زمین میں جاتا ہے تو کیا لہلہاتا ہوا کھیت بنا دیتا ہے- گھر میں جو ردی پھینکتے ہو- ولایت والے اس سے بھی عجیب عجیب چیزیں بناتے ہیں اور نفع اٹھاتے ہیں- غرض جو کچھ زمین میں ہے ہمارے آرام کے لئے ہے-

سب نعمتیں اللہ کی طرف سے ہیں جو تخت حکومت پر بے عیب قائم ہے- اس نے سات آسمان بنائے- سات کا عدد بڑا کامل ہے- اس کے اجزاء میں طاق بھی ہیں اور جفت بھی ہیں- پھر جو کمال انسان پیدا کرتا ہے- چھ مراتب پورے کر کے حتیٰ کہ آج کل کی تعلیم کے مراتب بھی چھ ہیں اور یہ لوگ منکر قرآن ہیں- مگر کمال چھ مراتب کے بعد ہونا قانون قدرت ہے اس لئے انہوں نے بھی پرائمری' مڈل انٹرنس' ایف- اے' بی- اے' ایم- اے چھ درجے بنائے- پھر ساتواں درجہ وہ ہے جس کام میں انسان کمال پیدا کرے' زمین کو درست کرنا- پھر پانی دینا- پھر بیج ڈالنا- اسی طرح چھ دن کے بعد اس کی لو نکلتی ہے- دنیا میں تمام قوموں نے بھی سات ہی دن بنائے ہیں باوجودیکہ اتنے بڑے مذہبی و قومی و ملکی اختلاف کے دنوں کی تعداد سات ہی ہے- جس سے ظاہر ہے کہ سات کا عدد کامل عدد ہے- پس اللہ نے سمجھایا کہ فلکی نظام بھی اپنے کمال کو پہنچا ہوا ہے- اس کا بنانے والا ہر چیز کا عالم ہے- اس کی کتاب کی اتباع کرو گے سکھ پاؤ گے اسے ناراض کر کے دکھ اٹھاؤ گے- اس کو راضی کرنے کی یہ تدبیر ہے کہ ہر کام کرنے سے پہلے دیکھ لو کہ یہ اس کے حکم کے مطابق ہے کہ نہیں- تم اس کی بادشاہت سے نکل کر کہیں جا نہیں سکتے-"

(خطبہ فرمودہ 22- اگست 1913ء)

☆ ☆ ☆ ☆ ☆ ☆

بس اک نظر سے عقدۂ دل کھول جائیے
دل لیجئے مرا مجھے اپنا بنائیے
دونوں جہاں میں سایہ راحت تمہیں تو ہو
جو تم سے مانگتا ہوں وہ دولت تمہیں تو ہو

(درعدن)

Digitized by Khilafat Library Rabwah

روزنامہ الفضل ربوہ
پبلشر: آغا سیف اللہ - پرنٹر: قاضی منیر احمد
مطبع: ضیاء الاسلام پریس - ربوہ
مقام اشاعت: دار النصر غربی - ربوہ
قیمت 2 روپے 50 پیسے

فرخ سلمانی

دلبر میرا یہی ہے نمبر 20

سیرۃ النبی صلی اللہ علیہ وسلم کے دلکش پہلو

عیادت اور خوشخبری

حجۃ الوداع کے سفر میں حضرت سعد بن ابی وقاصؓ بیمار ہو گئے تو حضورؐ ان کی عیادت کے لئے تشریف لے گئے۔ ان کی پیشانی پر ہاتھ رکھا۔ پھر ان کے چہرے اور پیٹ پر ہاتھ پھیرا اور دعا کی اے اللہ سعدؓ کو شفا دے اور اس کی ہجرت مکمل کر (یعنی دار الہجرت مدینہ جانے کی توفیق دے)

آپ نے حضرت سعدؓ کو شفایابی کی بشارت دی اور فرمایا کہ تمہیں دین کی بڑی بڑی خدمات کی توفیق ملے گی اور کئی قومیں تم سے فائدہ اٹھائیں گی۔

حضرت سعدؓ دیر تک زندہ رہے اور مصر بھی فتح کیا۔ وہ فرماتے تھے کہ میں حضورؐ کے ہاتھوں کی ٹھنڈک اپنے جگر پر آج بھی محسوس کر رہا ہوں۔

(صحیح بخاری کتاب المرضیٰ باب وضع الید علی المریض وکتاب الوصایا باب کتب علیکم)

صدق کی گواہی

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ جب (سورۃ شعراء کی آیت) وانذر عشیرتک الاقربین کہ تو سب سے پہلے اپنے قریبی رشتہ داروں کو ڈرا نازل ہوئی تو آنحضرت ﷺ اپنے گھر سے صفا کی طرف روانہ ہوئے اور صفا پر چڑھ کر (عرب کے دستور کے مطابق) بلند آواز سے یا صباحاہ کہہ کر اہل مکہ کو پکارا جب ان کے کانوں میں حضورؐ کی آواز پڑی تو انہوں نے کہا کہ (بظاہر تو کوئی خطرہ کی بات معلوم نہیں ہوتی) یہ کون شخص ہے جو ہمیں بلاتا ہے (اور کیا بتانا چاہتا ہے۔ جب انہیں علم ہوا کہ حضور انہیں بلا رہے ہیں اور کوئی اہم بات انہیں بتانا چاہتے ہیں) تو سب (سرکردہ لوگ اور سرداران قریش خود یا اپنے نمائندوں کے ذریعہ) حضورؐ کے پاس جمع ہو گئے۔ اس وقت آپؐ ان سے مخاطب ہوئے اور فرمایا کہ بتاؤ تو سہی اگر میں تمہیں یہ (ناممکن) خبر دوں کہ (اس چھوٹی سی پہاڑی) صفا کے دامن سے نکل کر ایک شہسواروں کا دستہ تم پر حملہ آور ہونے والا ہے تو (کیا تم اپنے علم اور عقل کو جھٹلا دو گے اور اس کے مقابل پر) میری بات مان جاؤ گے تو انہوں نے جواب دیا کہ (اگر ایسی بات ہمیں کوئی اور شخص کہتا تو ہم کبھی نہ مانتے لیکن اے محمدؐ) ماجربنا علیک کذبا آپؐ کے ساتھ ہماری زندگی کا یہی تجربہ ہے کہ آپؐ نے کبھی جھوٹ نہیں بولا اس لئے آپؐ جو بات کہیں گے ہم ضرور مانیں گے۔ اس پر آپؐ نے فرمایا کہ میں تمہاری طرف خدائے واحد کی طرف سے ایک ڈرانے والا رسول بن کر آیا ہوں اور اگر تم شرک کو چھوڑ کر توحید اختیار نہیں کرو گے تو میں تمہیں اس عذاب سے ڈراتا ہوں جو تمہارے سروں پر منڈلا رہا ہے۔ حضورؐ کی یہ بات سن کر ابولہب بولا تبالک یعنی نعوذ باللہ تجھ پر ہلاکت ہو۔ کیا تو نے یہی بات بتانے کے لئے ہمیں یہاں جمع کیا تھا۔ پھر ابولہب وہاں سے چلا گیا۔

(صحیح بخاری کتاب التفسیر سورہ لہب)

دعوت الی اللہ کی تلقین

حضرت حذیفہؓ سے روایت ہے وہ کہتے ہیں کہ آنحضرت ﷺ نے فرمایا کہ مجھے اس ذات کی قسم جس کے ہاتھ میں میری جان ہے (تمہیں ایک کام ہر صورت میں کرنا ہو گا) تمہیں بہرصورت نیکی کی طرف بلانا ہو گا اور برائیوں سے روکنا ہو گا۔ اگر تم ایسا نہیں کرو گے تو یاد رکھو کہ یہ بعید نہیں کہ خدا اپنی جناب سے تم پر کوئی عذاب نازل کرے اور جب تم اس عذاب سے دوچار ہو گئے تو پھر (تمہاری حالت بہت ہی قابل رحم ہو گی) تم دعائیں کرو گے لیکن وہ قبول نہیں کی جائیں گی۔ تم پکارو گے اور تمہاری فریاد نہیں سنی جائے گی۔

(ترمذی ابواب الفتن باب الامر بالمعروف)

شفیق باپ

آنحضرت ﷺ کے صحابی حضرت ابو قتادہؓ سے روایت ہے وہ کہتے ہیں کہ ایک دن ہم ظہر یا عصر کی نماز کے لئے آنحضرت ﷺ کا انتظار مسجد نبوی میں کر رہے تھے۔ حضرت بلالؓ حضورؐ کو نماز کی اطلاع دے کر نماز کے لئے آنے کے لئے عرض کر چکے تھے لیکن دیر ہو رہی تھی اور ہم انتظار میں بیٹھے تھے کہ حضورؐ تشریف لائے اس طرح کہ حضورؐ نے ابو العاص سے حضرت زینبؓ کی بچی امامہ کو اپنی گردن پر اٹھایا ہوا تھا۔ حضورؐ اسی طرح امامہ کو اٹھائے ہوئے آگے بڑھے اور اپنی نماز کی جگہ پہنچ کر کھڑے ہو گئے۔ ہم بھی حضورؐ کے پیچھے کھڑے ہو گئے لیکن امامہ اسی طرح حضورؐ کی گردن پر بیٹھی رہیں اور اسی حالت میں حضورؐ نے تکبیر کہی اور ہم نے بھی تکبیر کہی۔ حضورؐ نے امامہ کو اٹھائے ہوئے قیام کیا اور جب رکوع کرنے لگے تو انہیں گردن سے اتار کر نیچے بٹھا دیا پھر رکوع کیا اور سجدے کئے۔ جب سجدوں سے فارغ ہو کر قیام کے لئے کھڑے ہونے لگے تو امامہ کو اٹھا کر پھر اپنی گردن پر بٹھا لیا اور حضورؐ ساری نماز میں اسی طرح کرتے رہے۔ رکوع کرنے سے پہلے اتار دیتے اور سجدوں کے بعد قیام کے وقت اٹھا لیتے یہاں تک کہ حضورؐ نماز سے فارغ ہو گئے۔

(ابوداؤد کتاب الصلوۃ باب العمل فی الصلوۃ)

غزل

وہ بے ادب حدود سے باہر نکل گیا
سورج کو اس نے ٹوکنا چاہا تھا جل گیا

میرے لئے جلائی تھی اس نے چتا مگر
شعلے ہوئے بلند تو موسم بدل گیا

میں سنگِ رہگذر تھا اکیلا پڑا رہا
طوفاں مرے قریب سے ہو کر نکل گیا

دھرتی کو کھا کے ساحلوں کو چاٹتا ہوا
نفرت کا سانپ کتنے سمندر نگل گیا

کس طرح اپنے آپ سے لڑتا میں چومکھی
غصہ کیا جو ضبط تو آنسو نکل گیا

نکلے تھے لوگ عہد کا یوسف خریدنے
بازار میں گئے تو ارادہ بدل گیا

ایوانِ شہر یار میں پھسلن تھی اس قدر
جو شخص بھی قریب سے گذرا پھسل گیا

گر وہ نہیں تو اس سے کئی اَور بھی تو ہیں
کالک جبینِ شہر پہ کوئی تو مل گیا

کچھ دشتِ نینوائے ہوس بھی تھا ناشناس
کچھ تیر بھی شہادتِ عظمیٰ کا چل گیا

پھر یوں ہوا کہ دفعتاً بدلا ہوا کا رخ
جس حادثے کے منتظر تھے لوگ ٹل گیا

صوت و صدا کا سلسلہ کچھ تو ہوا بحال
صد شکر ہے کہ راہ کا پتھر پگھل گیا

"آؤ نا ہم بھی سیر کریں کوہ طور کی"
موسم بھی سازگار ہے سورج بھی ڈھل گیا

مضطرؔ تم آدمی ہو تو ہے وہ بھی آدمی
دیکھو گے ایک دن کہ وہ گر کر سنبھل گیا

چوہدری محمد علی

Digitized by Khilafat Library Rabwah

مکرم ڈاکٹر مرزا سلطان احمد صاحب

قسط دوم

کشتیاں چلتی ہیں تا ہوں کشتیاں

ایک عظیم زلزلہ - جنگ عظیم اوّل

حضرت مسیح موعود کی چند انقلاب انگیز پیشگوئیاں

پھر روس نے چین کے مشرقی ساحل کو اپنے ریل کے وسیع نظام کے ساتھ منسلک کر دیا۔ اب روس اس علاقے میں آسانی کے ساتھ اپنی افواج اتار سکتا تھا۔ روس کے عزائم اب ڈھکے چھپے نہیں تھے۔ وہ اب اس خطے کی مضبوط ترین طاقت اور جاپان کی سالمیت کے لئے خطرہ بن چکا تھا۔ مذاکرات کے ذریعے مسئلہ حل کرنے کی کوشش کی گئی لیکن روس نے مدمقابل کو کمزور سمجھ کر خاطر خواہ اہمیت نہ دی۔ اب جاپان کے لئے تصادم کا خطرہ مول لینے کے سوا کوئی راستہ نہ رہا تھا۔ اگرچہ بظاہر دنیا کی نظر میں اس کی کامیابی کے امکانات بہت کم تھے۔

فروری 1904ء میں جاپان نے کوریا سے ایک معاہدہ کیا جس کی رو سے کوریا کی آزادی کی ضمانت دی گئی اور کوریا کے جنوبی حصے کو فوجی مقاصد کے لئے استعمال کرنے کی اجازت بھی حاصل کی گئی۔ یہ ایک اہم سفارتی کامیابی تھی۔ 17 فروری 1904ء کو جاپان نے اپنی فوجیں کوریا کی ایک بندرگاہ پر اتارنی شروع کیں۔ اس کے ردعمل میں روسی فوجوں نے شمال میں دریا (River Yalu) عبور کیا اور شمالی کوریا میں اپنی قوت کو جمع کرنا شروع کر دیا۔ اپریل کے آخر تک کسی بڑے تصادم کی نوبت نہیں آئی تھی۔ اور انہی دنوں میں حضرت مسیح موعود کو الہام ہوا۔

"کوریا خطرناک حالت میں ہے۔ مشرقی طاقت"

جن دنوں میں یہ الہام ہوا' اس وقت دونوں مدمقابل افواج ایک بڑے معرکے میں الجھنا شروع ہو رہی تھیں گو اس وقت تک کوئی نتیجہ سامنے نہیں آیا تھا۔ لیکن چند دن میں ہی نتیجہ سامنے آگیا۔ جاپان نے پہلے معرکے میں کامیابی حاصل کی تھی اور روس کی افواج کو دریا کے پار مشرقی چین کے علاقے مانچوریا میں دھکیل دیا تھا۔

لیکن یہ صرف ایک معرکے میں کامیابی تھی۔ یہ کامیابی حیران کن تو تھی مگر فیصلہ کن نہیں تھی۔ اب بھی مجموعی طور پر روس کا پلہ بھاری تھا اور نسبتاً وسیع وسائل اس کی افواج کی پشت پناہی کر رہے تھے۔

لیکن اس کے بعد کئی ماہ تک جاری رہنے والی جنگ میں جاپان ایک کے بعد دوسری کامیابی حاصل کرتا گیا اور زمین روسی افواج کے قدموں تلے سے سرکتی رہی۔ صورت حال کو سنبھالنے کے لئے روس نے اپنا ایک بحری بیڑہ روانہ کیا لیکن اس کا انجام بھی اپنی بری افواج سے مختلف نہ ہوا۔ ایڈمرل ٹوگو کی قیادت میں جاپانی بیڑے نے اسے راستے میں ہی غرق کر دیا۔ اب اس علاقے میں روس کی کمر ٹوٹ گئی تھی۔ اور جاپان کو بھی مالی مشکلات کا سامنا تھا چنانچہ جنگ بندی کا معاہدہ کیا گیا۔

اس جنگ کے نتیجے میں کوریا کی حکومت پھر جاپان کے زیر اثر آگئی اور مشرقی چین کے اہم علاقوں اور بندرگاہوں پر جاپان کا تسلط ہو گیا۔

مورخین اس بات پر متفق ہیں کہ روس کے ساتھ جنگ جاپان کو عالمی قوت کے مقام پر لے جانے والا قدم ثابت ہوا۔ پھر سال بہ سال جاپان کی طاقت بڑھتی رہی اور جیسا کہ حضرت مسیح موعود کے الہام میں خبر دی گئی تھی جاپان ایک مشرقی طاقت کے طور پر ابھر کر سامنے آیا۔ اس کا طاقت حاصل کرنا کوئی الگ تھلک واقعہ نہ تھا۔ بلکہ اس صدی کے پہلے نصف میں اس کی فوجی قوت نے عالمی سطح پر اہم کردار ادا کرنا تھا۔ جاپان نے پہلی اور دوسری جنگ عظیم میں شرکت کی۔ دوسری جنگ عظیم میں شکست کے بعد اس کی فوجی قوت تو ختم ہو گئی لیکن چند سال کے بعد جاپان ایک اقتصادی طاقت کے طور پر سامنے آگیا اور یہ کردار اب تک ادا کر رہا ہے۔

مورخین کے تجزیہ کے مطابق جاپان کی کامیابی نے محکوم ایشیا میں ولولے کی ایک نئی لہر پیدا کر دی۔ اب ان کے سامنے ایک مثال تھی کہ کس طرح ایک ایشیائی ملک نے یورپی سلطنت سے ٹکر لی اور اسے شکست سے دوچار کر دیا اور یہ واہمہ کہ مغربی طاقتیں ناقابل شکست ہیں ایک جھٹکے کے ساتھ رخصت ہو گیا۔

(A Short History of Japan by Malcolm kemsedy page 188-199)

کوریا کی خطرناک حالت

حضرت مسیح موعود کے الہام میں مشرقی طاقت کے ظہور کے ساتھ کوریا کی خطرناک حالت کا ذکر بھی تھا۔ اس جنگ کا بہت مختصر حصہ کوریا میں لڑا گیا تھا۔ اس طرح دوران جنگ کوریا کسی خاص خطرے سے دوچار نہیں ہوا تھا۔ اس جنگ کے بعد کوریا کی حکومت جاپان کے زیر اثر آگئی۔ لیکن یہ صورت حال بھی بہت نئی نہ تھی۔ کوریا تین مضبوط ممالک میں گھرا ہوا ایک کمزور ملک تھا اور اس سے قبل بھی اس کی حکومت اہم فیصلے کسی نہ کسی ہمسائے سے املاء لے کر ہی کیا کرتی تھی۔ اس کے علاوہ جاپان کوریا کی آزادی کی ضمانت دے چکا تھا۔

لیکن ایک خطرناک حالت مستقبل میں کوریا کی منتظر تھی۔ اس پیشگوئی کے چھ سال کے بعد جاپان نے کوریا کی آزادی مکمل طور پر ختم کر دی۔ یہ صرف ایک سیاسی قدم نہیں تھا بلکہ کوریا کی تہذیب ہر زاویے سے اس کی زد میں تھی۔ کوریا کی فوج ختم کر دی گئی۔ جلسے جلوس مکمل طور پر ممنوع قرار پائے۔ سکولوں میں کورین زبان اور تاریخ پڑھانی بند کر دی گئی اور اس کی جگہ جاپانی زبان رائج کرنے کی منظم کوششیں شروع ہو گئیں۔ بہت سے مقامی کسانوں کی زمینیں ضبط کر کے جاپانیوں کے حوالے کر دی گئیں۔ اور تو اور جاپانی مذہب کو ٹھونسنے کے اقدامات بھی شروع ہو گئے۔ اس پر بھی دل نہیں بھرا تو لوگوں پر کورین نام چھوڑ کر جاپانی نام اپنانے کے لئے دباؤ ڈالا جانے لگا۔ بہت سے مقامی باشندے بھاگ گئے جو بچے وہ محکوم بن کر رہنے لگے۔

کوریا کا ماضی تابناک نہ سہی لیکن یہ گری ہوئی حالت پہلے نہیں آئی تھی۔ دوسری جنگ عظیم میں جاپان کی شکست کے بعد چھتیس سال کی محکومیت کا یہ دور ختم ہوا۔ مگر بدنصیبی نے پھر بھی پیچھا نہ چھوڑا۔ ایک خطرناک حالت دوسری خطرناک حالت کو جنم دے کر رخصت ہوئی تھی۔ کوریا دو حصوں میں بٹ گیا۔ شمالی حصہ روس اور چین کے زیر اثر اور جنوب پر امریکہ کی اجارہ داری۔ ملک کو دوبارہ ایک کرنے کی کوششیں شروع ہوئیں تو سرپرست طاقتوں کی شہہ پر دونوں حصے آپس میں لڑ پڑے۔ لاکھوں کورین مارے گئے۔ چالیس فیصد صنعت اور ایک تہائی گھر تباہ ہو گئے۔ اور نتیجہ صفر۔ کوریا تقسیم کا تقسیم رہا۔ یہ کوریا کی تاریخ کے سیاہ ترین ابواب تھے جن کی خبر حضرت مسیح موعود کو پہلے سے دی گئی تھی۔ لیکن ابھی اس عظیم زلزلے کا ظہور ہونا تھا جس کے متعلق بار بار اللہ تعالیٰ کی طرف سے انذار کیا گیا تھا۔

عظیم زلزلے کا ظہور

ان پیشگوئیوں کے بعد بین الاقوامی سیاست میں بعض اہم تبدیلیوں کا آغاز ہوا۔ ان میں سے ایک بڑی تبدیلی بڑی طاقتوں کی گروہ بندی تھی۔ آپس میں معاہدوں نے یورپی قوتوں کو دو مدمقابل گروپوں میں تقسیم کر دیا۔ فرانس' روس اور برطانیہ ایک طرف ہو گئے۔ جرمنی اور آسٹریا ایک دوسرے کے قریبی حلیف بن گئے۔ وقت کے ساتھ ساتھ ترکی کی سلطنت عثمانیہ بھی جرمنی کے قریب آتی گئی۔ اور رہا اٹلی تو وہ کبھی ادھر کا اور کبھی ادھر کا یا اکثر اوقات نہ ادھر کا نہ ادھر کا۔ اب دو ممالک کے درمیان مسئلہ محدود نہ رہتا بلکہ دو گروہوں کے درمیان مسئلے کے طور پر دیکھا جاتا۔

اس کے علاوہ انیسویں صدی کے آخر سے سائنس کی ترقی نے ہتھیاروں کو خوفناک تباہ کن صلاحیتیں دے دیں تھیں۔ صنعتی دور نے ہر ملک کے پاس موجود اسلحے کے ڈھیر میں اتنا اضافہ کر دیا تھا جس کی مثال اس سے قبل تاریخ میں نہیں پائی جاتی تھی۔ ساری صورت حال ہر سطح پر تناؤ میں اضافہ کرتی چلی گئی۔ اس قسم کی دوڑ اس گھوڑے کی مانند ہوتی ہے جس پر سوار کا قابو نہیں رہتا۔

آسٹریا کی سلطنت میں ایسے علاقے تھے جن میں سرب (Serb) باشندے بستے تھے۔ سربیا ان علاقوں کو اپنے ساتھ ملانا چاہتا تھا لیکن آسٹریا کی طاقت کے سامنے بے بس تھا۔ البتہ روس کی ہمدردیاں سربیا کے ساتھ تھیں۔

جنگ عظیم اول کا آغاز

جون 1914ء میں آسٹریا کے ولی عہد فرانز فرڈیننڈ بوسنیا کے دورے پر تھے جہاں 28 تاریخ کو انہیں قتل کر دیا گیا۔ دونوں قاتل سرب نوجوان تھے جو کہ بوسنیا میں آباد تھے۔ ان کے دو مددگاروں کا تعلق سربیا سے تھا۔ آسٹریا کے بادشاہ نے اسے سرب حکومت کی سازش قرار دیا اور ذلت آمیز شرائط کے ساتھ یہ الٹی میٹم دیا کہ اگر یہ شرائط نہ تسلیم کی گئیں تو آسٹریا کی افواج سربیا پر حملہ کر دیں گی۔ سربیا کی حکومت نے سہم کر جھکنے کا رویہ تو اختیار کیا لیکن تمام شرائط ماننے سے انکار کر دیا۔ اس کے ساتھ ہی جرمنی کی حکومت نے آسٹریا کے حق میں اور روس کی حکومت نے سربیا کی حمایت میں بیان داغنے شروع کئے۔ برطانیہ کے وزیر خارجہ نے صلح کی کوششیں شروع کیں لیکن نتیجہ کچھ نہ نکلا۔ 29 جولائی کو آسٹریا نے سربیا کے علاقے پر بمباری شروع کر دی۔ روس اپنی فوجیں آسٹریا کی سرحد پر لے آیا۔ یکم اگست 1914ء کو جرمنی نے اپنے حلیف کی حمایت میں روس کے خلاف اعلان جنگ کر دیا۔ چند دن میں ہی فرانس اور جرمنی بھی ایک دوسرے کے خلاف اعلان جنگ کر چکے تھے۔ اور اس کے ساتھ ہی برطانیہ بھی روس اور فرانس کی مدد کے لئے جنگ میں کود پڑا۔ اس کے بعد ترکی کی سلطنت عثمانیہ جرمنی اور آسٹریا کی ساتھی کے طور پر جنگ میں شامل ہوئی۔ اور کچھ عرصہ بعد جاپان نے برطانیہ کے حلیف کے طور پر جنگ میں شرکت کا اعلان کیا۔ اٹلی اور امریکہ کے اعلان جنگ کرنے میں ابھی کچھ عرصہ باقی تھا۔

برطانیہ کے وزیر خارجہ ایڈورڈ گرے کے متعلق کہا جاتا ہے کہ وہ آخر وقت تک جنگ کا پھیلاؤ روکنے کی کوششیں کرتے رہے۔ لیکن حالات اس تیزی سے بگڑ رہے تھے کہ کسی کا ان پر اختیار نہ تھا۔ آخر انہوں نے اپنے دفتر کی کھڑکی

Digitized by Khilafat Library Rabwah

سے باہر دیکھتے ہوئے ایک مشہور جملہ کہا جو تاریخ میں محفوظ بھی ہوا اور ایک تاریخی حقیقت بن کر سامنے بھی آیا۔ وہ جملہ یہ تھا۔

"سارے یورپ میں چراغ گل ہو رہے ہیں اب ہم اپنی زندگیوں میں انہیں روشن ہوتا نہیں دیکھ سکیں گے۔"

پہلی جنگ عظیم کی تباہ کاریاں

یہ تاریخ انسانی کی پہلی عظیم ترین تباہ کاری تھی۔ جنگ وجدال کا یہ سلسلہ چار سال تک جاری رہا۔ یہ جنگ تاریخ کا ایسا واقعہ تھا جس کی مثال ماضی کی تاریخ میں نہیں تھی۔ اپنی وسعت اور تباہ کاریوں کے لحاظ سے یہ تمام جنگوں کو پیچھے چھوڑ گئی۔

جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے پہلے سے خبر دے دی تھی اس جنگ میں انسانی جانوں کا غیر معمولی نقصان ہوا۔ ایک اندازے کے مطابق ایک سو سال کی تمام جنگوں میں اتنے انسان نہیں مارے گئے تھے' جتنے اس جنگ عظیم اول کی بھینٹ چڑھ گئے۔ صرف روس کے بیس لاکھ سے زائد فوجی ان چار سالوں میں مارے گئے۔ جرمنی کو بھی تقریباً بیس لاکھ افراد کی موت کا نقصان اٹھانا پڑا۔ فرانس اور اس کی نو آبادیوں سے تعلق رکھنے والے بارہ لاکھ افراد اپنی جان سے ہاتھ دھو بیٹھے برطانیہ اور اس کی نو آبادیوں کا جانی نقصان دس لاکھ کے قریب تھا۔ امریکہ کا نقصان ایک لاکھ پندرہ ہزار فوجیوں کا تھا جو کہ بڑے ممالک میں سے سب سے کم تھا۔ ایک تخمینے کے مطابق اسّی لاکھ سے زائد اشخاص اس خوفناک جنگ میں اپنی زندگی سے ہاتھ دھو بیٹھے۔ زخمی ہونے والے افراد کی تعداد دو کروڑ کے قریب تھی۔ اس طرح لاکھوں افراد کو قید و بند کی صعوبتیں برداشت کرنا پڑیں۔ مرنے والوں کی بھاری اکثریت نوجوانوں پر مشتمل تھی۔ یہ جانی نقصان اتنے بڑے پیمانے پر ہوا تھا کہ بہت سے ممالک میں مردوں کی نسبت عورتوں کی تعداد بہت بڑھ گئی۔ چنانچہ برطانیہ میں ہر 1000 مردوں پر 1093 عورتیں موجود تھیں۔

(Europe since Napoleon page 574)

پہلی جنگ عظیم کے دوران بمباری سے عمارتوں اور شہروں کا بھی اتنے بڑے پیمانے پر نقصان ہوا جس کی مثال اس سے قبل کی تاریخ میں نہیں ملتی تھی۔ اقتصادی نقصان بھی اتنا اٹھانا پڑا جس کی مثال تاریخ میں نہیں ملتی تھی اور سیاسی اثرات بھی ایسے مرتب ہوئے کہ اس کی مثال اس سے قبل کی تاریخ میں نہیں ملتی تھی۔ آسٹریا کی مضبوط سلطنت اپنی عظمت کھو بیٹھی۔ جرمنی کو جھک کر جنگ بندی کرنی پڑی اور بادشاہت رخصت ہوئی۔ سینکڑوں سالوں سے قائم وسیع سلطنت عثمانیہ کی صف لپٹ گئی۔ اور روس کا بادشاہ زار جس کے آباء کئی سو سال سے تخت نشین تھے حالت زار کو پہنچا۔

بحری قوت کا کردار

حضرت مسیح موعود کے ان الہامات میں سے دو الہامات یعنی "لنگر اٹھا دو" اور "کشتیاں چلتی ہیں تا ہوں کشتیاں" میں یہ اشارہ ملتا تھا کہ اس عظیم جنگ میں بحری قوت کا نمایاں اور اہم کردار ہوگا۔ اور بعد میں آنے والے حالات نے یہ ثابت کیا کہ پہلی جنگ عظیم کے دوران مختلف ممالک کے بحری بیڑوں نے جو فیصلہ کن کردار ادا کیا وہ وسعت اور اہمیت کے اعتبار سے اس سے قبل کی تاریخ میں نہیں پایا جاتا۔

برطانوی بحریہ اور اس کے اتحادیوں کو آغاز جنگ سے ہی جرمنی کی بحریہ پر فوقیت حاصل تھی۔ اور اس برتری کا بھرپور فائدہ اٹھایا گیا۔ 1914ء کا سورج ڈوبنے سے قبل ہی افریقہ میں موجود جرمنی کی بیشتر نو آبادیوں پر برطانیہ اور فرانس نے قبضہ کر لیا۔ چند ماہ کے اندر اندر ٹوگو لینڈ' کیمرون' سیموآ' نیوگنی اور جنوب مغربی افریقہ میں جرمنی کی نو آبادیاں دیکھتے دیکھتے جرمنی کے ہاتھ سے نکل گئیں۔ اپنے مقابل کی بحری برتری کے سامنے جرمنی اتنا بے بس تھا کہ اس کے جہاز اپنی فوجوں کو مدد بھی نہ پہنچا سکے۔ اس کے ساتھ ہی بحرالکاہل کے جزائر پر واقع جرمن نو آبادیوں پر جاپان نے بحری حملے کر کے قبضہ کر لیا۔ بحری قوت میں کمی کے باعث جرمنی یہ نقصان اس وقت اٹھا رہا تھا جب یورپ میں اس کی بری افواج فتوحات حاصل کر رہی تھیں۔

برطانیہ کے بحری جہازوں نے جرمنی کی بندرگاہوں کی موثر ناکہ بندی کر دی۔ اور اس کی ضروری درآمدات بری طرح متاثر ہوئیں۔ ان بندشوں کی وجہ سے اقتصادی نقصان بھی ہوا اور قوم کے حوصلے علیحدہ پست ہوئے۔ اس کے جواب میں جرمنی نے اپنی آبدوزوں کا فائدہ اٹھاتے ہوئے برطانیہ کو رسد پہنچانے والے جہازون کو ڈبونے کی کوششیں شروع کیں۔ یہ حملے اتنے نتیجہ خیز ثابت نہیں ہوئے۔ لیکن اس مہم جوئی کا یہ نقصان ضرور ہوا کہ امریکہ کے چند جہاز غرق ہوئے اور امریکہ بھی اپنی بحریہ کو اتحادیوں کی مدد کے لئے لے آیا۔

مختصراً یہ کہ اس جنگ میں بحرالکاہل میں بھی بحری معرکے ہوئے اور بحراوقیانوس بھی محفوظ نہ رہا۔ افریقہ کے ساحلوں پر بھی بحری بیڑوں نے حملے کئے اور یورپ کے سمندروں میں بھی یہ جنگیں لڑی گئیں۔ نیوزی لینڈ' آسٹریلیا' ہندوستان اور چین کی بندرگاہوں سے بھی بحری بیڑے روانہ ہوئے اور بحرالکاہل کے دور افتادہ مقامات پر بھی بحری جہازوں سے حملے کئے گئے۔ جنگی جہازوں کو تو اس جنگ میں حصہ لینا ہی تھا۔ تجارتی جہازوں نے بھی رسد پہنچا کر اس جنگ میں کلیدی کردار ادا کیا۔ جیسا کہ خدا تعالیٰ نے خبر دی تھی کہ "لنگر اٹھا دو" دنیا بھر کی تمام قوتوں کے جہازوں نے اپنے لنگر اٹھا دیئے اور جنگ کی آگ میں کود پڑے۔ اور دنیا کے تمام سمندروں نے "کشتیاں چلتی ہیں تا ہوں کشتیاں" کا منظر دیکھ لیا۔ اور یہ سب کچھ اتنے وسیع پیمانے پر ہوا کہ پہلی جنگ عظیم سے قبل لڑی جانے والی جنگوں میں کوئی مثال اس کی گرد کو بھی نہیں پہنچتی۔ اس جنگ میں بحریہ کی اہمیت کتنی تھی' اس کا اندازہ جرمن بحری بیڑے کے سربراہ Admiral Scheer کی اس تحریر سے ہوتا ہے جو انہوں نے جنگ ہارنے کے بعد لکھی۔

"1912ء تا 1916ء کی جنگ میں برطانیہ کی شرکت سے بحری قوت کی فیصلہ کن اہمیت سامنے آ گئی۔ چونکہ جب جنگ ختم ہوئی تو بھی جرمن افواج دشمن کی زمین پر قابض تھیں۔"

(Historians History of the world Vol.25-page354)

خوفناک بحری جنگ

جوں جوں جرمن بندرگاہوں کی ناکہ بندی کا اثر ظاہر ہوتا گیا۔ ان کی قیادت پر یہ بات روشن ہوتی گئی کہ اگر برطانوی بحری بیڑے سے فیصلہ کن ٹکر نہ لی گئی تو اقتصادی بدحالی ہی جرمنی کو گھٹنے ٹیکنے پر مجبور کر دے گی۔ چنانچہ جرمنی ایک بڑے بحری معرکے کے لئے تیار ہو گیا باوجود اس کے کہ اس کے پاس نسبتاً کمزور اور کم تجربہ کار بحریہ تھی لیکن یہ مقابلہ اب ناگزیر تھا۔ یہ بحری جنگ Battle of Jutland کہلاتی ہے۔ جتنا اس پر لکھا گیا ہے پہلی جنگ عظیم کے کسی حصے پر اتنا نہیں لکھا گیا اور اس کی اہمیت کا تقاضا بھی یہی تھا۔

30 مئی کو برطانیہ کے جاسوسی وائرلیس نے جرمنی بحریہ کے کچھ پیغام پڑھے اور اپنی بحریہ کو مطلع کیا کہ جرمنی ایک بھرپور بحری جنگ شروع کرنے والا ہے۔ چنانچہ برطانوی بیڑا اپنے دشمن کے استقبال کے لئے جنوب مشرق کی طرف روانہ ہوا۔ اس عظیم الشان بیڑے میں ڈیڑھ سو مختلف قسم کے جنگی جہاز اور تین آبدوزیں شامل تھیں۔ دنیا کے اس مضبوط ترین بیڑے کی قیادت ایڈمرل جیلیکو کر رہے تھے۔ ایک ہراول دستہ اس بیڑے سے 65 میل آگے سفر کر رہا تھا تاکہ دشمن کی پوزیشن کا تعین کر سکے۔ دوپہر دو بجے کچھ جرمن جہاز نظر آئے۔ دونوں طرف سے توپیں گولے برسانے لگیں۔ اس کے ساتھ ہی جرمنی کے جہازوں نے پیچھے ہٹنا شروع کیا تاکہ برطانوی ہراول دستہ اس کے مکمل بیڑے کے نرغے میں آ جائے۔ اس مڈھ بھیڑ کے پہلے آدھے گھنٹے میں ہی تین برطانوی جہاز غرق ہو گئے اور چوتھے میں آگ لگی ہوئی تھی۔ لیکن اس دھچکے کے بعد برطانوی توپیں بہتر کارکردگی کا مظاہرہ کرنے لگیں۔ جب برطانوی ایڈمرل نے یہ دیکھا کہ اب اس کے چند جہاز جرمنی کے قریباً سو جہازوں کے نرغے میں آنے لگے ہیں تو اس نے اپنے جہازوں کو تیزی کے ساتھ شمال کی طرف پسپا کرنا شروع کر دیا۔ تاکہ دونوں بیڑوں کا مکمل ٹکراؤ ہو اور برطانیہ اپنی برتری کا فائدہ اٹھا سکے۔ بالآخر دونوں بیڑوں کا ٹکراؤ ہوا اور ایک دوسرے پر گولہ باری اور نقصان پہنچانے کا سلسلہ شروع ہوا۔

دنیا کے کسی سمندر پر اس سے قبل اتنی خوفناک بحری جنگ نہیں لڑی گئی تھی۔ یہ صرف جنگ نہیں تھی بلکہ دونوں ممالک کی سالہا سال کی محنت' پیشہ ورانہ مشقیں اور تیکنیکی صلاحیتیں گتھم گتھا تھیں۔ اور مستقبل داؤ پر لگا ہوا تھا۔ جب سورج ڈوبا اور اندھیرے کی وجہ سے جنگ رکی تو جرمن بحری بیڑے کے ایک طرف انگلستان کا ساحل تھا اور دوسری طرف برطانوی بیڑا اس کا راستہ روک کر کھڑا تھا۔ یہ صورت حال تباہ کن بھی ہو سکتی تھی۔ اس رات انتظار کے لمحے دونوں افواج کے لئے اعصاب شکن تھے۔ لیکن رات کی تاریکی میں جرمنی کا بیڑا جل دے کر نکلنے میں کامیاب ہو گیا اور اپنے ساحل کے قریب پہنچ گیا۔ اگلے روز جرمنی میں جشن منایا گیا۔ کمزور ہونے کے باوجود اس کی بحریہ نے ایک کامیاب ٹکر لی تھی اور برطانیہ کا نقصان زیادہ ہوا تھا۔ لیکن حقائق کی دنیا جذبات کی دنیا سے بالکل مختلف تھی۔ برطانوی بحریہ کی کمر نہیں ٹوٹی تھی اور اس کی برتری اور ناکہ بندی دونوں ابھی بھی قائم تھے۔

آخر کار جرمنی کو گھٹنے ٹیکنے پڑے۔ ہتھیار ڈالنے کے معاہدے میں ایک شق یہ بھی تھی کہ جرمنی اپنے بحری جہاز فاتحوں کے حوالے کر دے گا۔ کاغذات تیار ہونے شروع ہوئے لیکن اس کی نوبت نہیں آئی۔ جرمنی کی بحریہ جنگ تو نہ جیت سکی لیکن ہارنے کا سلیقہ ضرور آتا تھا۔ ایک روز جرمنی کا بیڑا خاموشی سے ڈوب رہا تھا۔ اس کی بحریہ نے اپنے جہازوں کو خود غرق کر دیا تھا۔ کم از کم دشمن کے ہاتھ لگنے سے یہ انجام بہتر تھا۔ جو ایسا بھی نہ کر سکے اس کے لئے خود ڈوبنے کا مقام ہے اور اردو محاورے نے اس کے لئے چلو بھر پانی کو کافی قرار دیا ہے۔

زار کی حالت زار

حضرت مسیح موعود کی پیشگوئیوں میں اس عظیم زلزلے کی نشانیوں میں سے ایک نشانی یہ بھی بیان کی گئی تھی کہ اس زلزلے کے وقت روس کا بادشاہ زار برے انجام کو پہنچے گا۔ 1905ء میں جب یہ پیشگوئی شائع کی گئی تو زار کا خاندان ساڑھے تین سو سال سے روس کے تاج و تخت کا مالک تھا۔ 1550ء سے اس کی سلطنت وسیع تر ہوتے ہوتے دنیا کے چھٹے حصے پر پھیل چکی تھی۔ مغرب میں جرمنی کی سرحد سے لے کر مشرق میں بحرالکاہل کے ساحل سے لے کر دو سو چھوٹی بڑی قومیں زار کی بادشاہت میں نئی صدی کا آغاز کر رہی تھیں۔

زار کی بادشاہت برطانیہ کے برعکس محض آئینی نہیں تھی بلکہ زار ایک بااختیار بادشاہ تھا۔ روس کا پہلا قانون ہی زار کے اختیارات کو یوں بیان کرتا تھا۔

"تمام روس کا بادشاہ مطلق العنان اور غیر محدود اختیارات کا مالک فرمانروا ہے۔ یہ خدا کا حکم ہے کہ اس کی عظیم قوت کی اطاعت کی جائے۔ دل سے بھی' اور خوف سے بھی"

لیکن کسی بھی سلطنت کے استحکام کا اندازہ اس کے رقبے کی وسعت' حکمرانوں کی قدامت اور بادشاہ کی خودسری سے نہیں لگایا جا سکتا۔ روس کے نظام میں بے شمار ایسی تبدیلیاں پیدا ہو چکی تھیں جو فوری تبدیلیوں کا تقاضا کر رہی تھیں۔

جاری ہے

Digitized by Khilafat Library Rabwah

تبرکات

نیکی کے حصول کے لئے جدوجہد کی ضرورت ہے

حضرت صاحبزادہ مرزا بشیر الدین محمود احمد صاحب کا خطبہ جمعہ

فرمودہ 2- جنوری 1914ء بمقام قادیان-

حضرت صاحبزادہ صاحب نے سورۃ فاتحہ پر خطبہ جمعہ پڑھا۔

فرمایا اللہ تعالیٰ رب العالمین ہے اس کے بڑے بڑے رحم انسان کے اوپر ہیں۔ کوئی ایسا انسان نہیں جو گن سکے۔ کیونکہ ہر کام میں انسان اس کا محتاج ہے۔ عمر بھر کے احسان کجا۔ صرف صبح سے شام تک جو احسان اللہ تعالیٰ انسان پر کرتا ہے وہ بھی کوئی گننے بیٹھے تو نہیں گن سکتا۔ اور پھر ہزاروں احسان تو ایسے ہیں کہ انسان خود بھی نہیں سمجھ سکتا۔ مثلاً بیسیوں بیماریاں ہیں جو خود بخود پیدا ہوتی اور خود بخود محض اللہ کے فضل سے دور ہو جاتی ہیں۔ میں نے تجربہ کار ڈاکٹروں سے سنا ہے کہ جب انہوں نے کسی انسان کا پوسٹ مارٹم کیا تو معلوم ہوا کہ اسے سل ہوئی تھی جو اندر ہی اندر اچھی ہو گئی۔ یہ تو اس قسم کی بیماریوں کا حال ہے جو اپنا نشان پیچھے چھوڑ جاتی ہیں مگر کئی بیماریاں ایسی ہیں جو اپنا نشان نہیں چھوڑتیں۔ کیا معلوم کہ وہ کس تعداد میں پیدا ہوئیں اور کب اللہ تعالیٰ کے فضل نے انہیں دور کر دیا۔ اسی طرح انسان کو بڑھاپے میں احتیاجیں ہیں۔ پھر جوانی میں پھر اس سے پہلے بچپن میں۔ پھر اس سے پہلے ماں کے پیٹ میں۔ ان سب کو اللہ تعالیٰ کے احسان نے ہی پورا کیا ہے۔ پھر ماں کے پیٹ سے پہلے انسان جس حالت میں تھا پھر اس سے پہلے جسے ماں باپ بھی نہیں جانتے۔ ان سب حالتوں میں بھی خدا ہی کے فضل سے انسان اس موجودہ حالت تک پہنچا ہے۔ خیر! یہ تو پوشیدہ احسانات ہیں ظاہری احسانات کو بھی انسان اگر گننا چاہے تو نہیں گن سکتا۔ باوجود اس کے بہت سے لوگ ہیں جو نخ احسان فراموش ہیں۔ حالانکہ پیدائش سے پہلے پیدائش کے بعد جوانی بڑھاپے سے گزرتے ہوئے حشرونشر تک ان احسانات کا سلسلہ چلا جاتا ہے۔ ان احسانات پر غور کرتے ہوئے ہمارا فرض ہو جاتا ہے کہ ہم اس ذات بابرکات کی فرمانبرداری کریں جو ان احسانات کا سرچشمہ ہے۔ مخلوقات میں سے تھوڑا سا بھی احسان کوئی کرتا ہے تو وہ احسان کر کے یہی چاہتا ہے کہ میرا فرمانبردار ہو۔ حالانکہ مخلوق میں سے جو احسان کرتا ہے وہ اللہ تعالیٰ کا ہی پیدا کردہ ہے پھر جس چیز سے وہ احسان کرتا ہے وہ بھی اللہ تعالیٰ ہی کی پیدا کی ہوئی ہے۔ اور پھر وہ شفقت اور مہربانی جو باپ یا ماں اپنے بیٹے پر کرتے ہیں وہ بھی خدا ہی نے پیدا کی ہوئی ہے۔ اس لئے اصل میں حمد کے لائق اور احسان کے ماننے کے قابل تو وہ ہستی ہے جو رب العالمین ہے جس کے احسانات ذرے ذرے پر ہویدا ہیں۔ دنیا میں تو ہم دیکھتے ہیں کہ جو کسی پر ذرہ بھی احسان کرے تو وہ اس کی نافرمانی برداشت نہیں کرتا۔ مگر اللہ تعالیٰ کے احسانوں کا یہ حال ہے کہ چور چوری کرتا ہے تو اس کے دیئے ہوئے ہاتھوں سے اس کی دی ہوئی آنکھوں سے اس کے دیئے ہوئے پاؤں سے اس کے بنائے ہوئے رستہ پر چل کر۔ اور اتنا نہیں سوچتا کہ میں اللہ کی دی ہوئی نعمتوں کا غلط طور پر استعمال کر کے سکھ پا سکتا ہوں۔ کیا جس نے دیکھنے کے لئے آنکھیں دیں اس میں یہ طاقت نہیں کہ ان آنکھوں کو اندھا کر دے کیا جس نے ہاتھ دیئے اس میں یہ طاقت نہیں کہ ان ہاتھوں کو توڑ دے۔ مگر وہ ایسا نہیں کرتا۔ ان سب باتوں پر جب مجموعی طور سے غور کیا جائے تو بے اختیار زبان سے نکلتا ہے۔ الحمدللہ لیکن باوجود نافرمانی کے پھر بھی اس کا احسان پر احسان دیکھ کر بعض شریر لوگ یہ سمجھتے ہیں کہ خدا کی تائید ہمارے ساتھ ہے اور جو کچھ ہم کرتے ہیں ٹھیک کرتے ہیں۔ اگر جو ہم کرتے ہیں اس کے منشاء کے خلاف ہے تو وہ کیوں اپنے فعل سے ظاہر نہیں کر دیتا کہ میں کس کے ساتھ ہوں۔ سو اس کے لئے فرمایا۔ الرحمٰن الرحیم یعنی خدا کی صفت رحمانیت پر غور کرو۔ وہ فرماتا ہے میں رحمان ہوں اور اس کا ثبوت یہ ہے کہ میں نے قرآن سکھایا اگر ہم ہر بات کو پسند کرتے اور چوری جائز ٹھہرانے والے ہوتے تو دنیا میں اپنی طرف سے قرآن کیوں بھیجتے۔ پھر فرماتا ہے کہ میں رحیم بھی ہوں یعنی نیکی کا اعلیٰ سے اعلیٰ بدلہ دینے والا ہوں۔ جب کوئی سچے دل سے نیکی بجالاتا ہے تو اس پر خاص رحمت نازل کرتا ہوں۔

الغرض ربوبیت پر جو اعتراض وارد ہوتا ہے وہ رحمانیت پر غور کرنے سے حل ہو جاتا ہے اور جو رحمانیت پر اعتراض ہوتا ہے وہ صفت رحیمیت پر غور کرنے سے حل ہو جاتا ہے صفت رحمانیت نے نیکی سکھائی۔ مگر وہ نیکی پر مجبور نہیں کرتا۔ جیسا کہ بدی پر بھی کوئی مجبور نہیں کرتا۔ کیونکہ اگر جبر سے کام لیتا اور نیکی بدی کا کرنا انسان کے اپنے اختیار میں نہ ہوتا تو صفت رحیمیت کا ظہور کس طرح ہوتا۔ اور انسان نیکی پر اجر کس طرح پاتا۔ پھر اس کے ساتھ ملک یوم الدین بھی فرما دیا۔ یعنی یہ نہ سمجھو کہ انسان کو خدا تعالیٰ نے بالکل کھلا چھوڑ دیا ہے بلکہ انعامات کے ساتھ نافرمانی کرنے والوں کو سزائیں بھی مل رہی ہیں لیکن اس کی صفت ربوبیت ورحمانیت کی وجہ سے یہ نہیں ہوگا کہ جہاں کسی نے بدی کے لئے ہاتھ اٹھایا اس کا ہاتھ کٹ گیا۔ آنکھ اٹھائی اور وہ اندھی ہو گئی۔ زبان کھولی تو زبان بند ہو گئی کیونکہ اس طرح تو پھر انسان کی بقا نہیں رہ سکتی۔ اور بقا اول ہے اور کفر و اسلام اس کے بعد جب اس کی ہستی ہی نہ رہی تو کفر و اسلام اور اس کے لئے کتب الٰہیہ کا نزول اور رسولوں کی بعثت یونہی بے فائدہ ٹھہرے گی۔ ہاں نیکی کے حصول کے لئے اور بدی سے رکنے کے لئے ایک جدوجہد کی ضرورت ہے۔ اور انسان میں کمزوریاں ہیں اور ان کمزوریوں سے بچنے کے لئے دعا سکھلائی کہ ہمیں سیدھا راستہ دکھا۔ رستے تو کئی موجود ہیں اور ہر ایک کا دعویٰ ہے کہ ہمارا رستہ ہی سیدھا ہے۔ اس لئے سکھایا کہ یوں کہو وہ رستہ دکھا اور اس پر چلا جو تیرے منعم علیھم کا رستہ ہے۔ پھر ایسے لوگ بھی ہیں جو اس رستے پر چلے لیکن انہوں نے وہ رستہ چھوڑ دیا یا بوجہ ان کی بدعملیوں کے خدا نے ان سے چھڑا دیا۔ اس لئے اس نے بتلایا کہ یوں عرض کرو کہ ہمیں منعم علیھم کا سیدھا رستہ ہدایت کر اور ان میں سے نہ بنا جن کو تو نے چھوڑ دیا اور نہ ان میں سے بنا جنہوں نے تجھے ترک کر دیا۔

خدا تعالیٰ مجھے اور آپ کو صراط مستقیم کی ہدایت کرے۔

(الفضل 7- جنوری 1914ء)

محترم چوہدری شبیر احمد صاحب وکیل المال اول

تحریک جدید کے دو اہم مطالبات

"تمام لوگوں تک پہنچنے کے لئے ہمیں آدمیوں کی ضرورت ہے' ہمیں روپے کی ضرورت ہے' ہمیں عزم و استقلال کی ضرورت ہے' ہمیں دعاؤں کی ضرورت ہے جو خدا تعالیٰ کے عرش کو ہلا دیں اور انہی چیزوں کے مجموعے کا نام تحریک جدید ہے"

(کتاب مطالبات ص 2)

مذکورہ بالا ارشاد سے ظاہر ہے کہ تحریک جدید جماعتی تربیت اور ترقی و استحکام کا ایک جامع منصوبہ ہے جس میں ہر احمدی (بچہ' بوڑھا اور مرد و زن) کی شمولیت ازبس ضروری ہے اور اس عالمگیر تحریک میں حصہ لینے کی اہلیت کو بڑھانے کے لئے ایک مسلسل جدوجہد کی ضرورت ہے۔ اس جدوجہد میں سرفہرست سادہ زندگی کا عمل اور متضرعانہ دعاؤں کا عنصر سرفہرست ہے"

اس لئے ان دونوں پہلوؤں پر دو ارشادات ہدیۂ قارئین کئے جاتے ہیں۔

مطالبہ سادہ زندگی

"اس زمانہ میں مالی قربانی کی بہت ضرورت ہے۔ اس لئے سب مرد اور عورتیں اپنی زندگی کو سادہ بنائیں اور اخراجات کم کر دیں تاکہ جس وقت قربانی کے لئے خدا تعالیٰ کی طرف سے آواز آئے وہ تیار ہوں۔ قربانی کے لئے صرف تمہاری نیت ہی فائدہ نہیں دے سکتی جب تک تمہارے پاس سامان بھی مہیا نہ ہوں۔ ایک نابینا جہاد کا کتنا ہی شوق کیوں نہ رکھتا ہو اس میں شامل نہیں ہو سکتا۔ ایک غریب آدمی اگر زکوٰۃ دینے کی خواہش بھی کرے تو نہیں دے سکتا۔ ایک مریض کی خواہش خواہ کس قدر زیادہ ہو روزے نہیں رکھ سکتا۔ پس اگر سامان مہیا نہ ہوں تو ہم وہ قربانی کسی صورت میں بھی پیش نہیں کر سکتے جس کی ہمیں خواہش ہے۔ اس لئے ضروری ہے کہ ہم میں سے ہر ایک سادہ زندگی اختیار کرے تاکہ وقت آنے پر وہ اپنے آپ کو خدا تعالیٰ کے سامنے پیش کر سکے۔"

"سادہ زندگی کی تحریک کوئی معمولی چیز نہیں بلکہ دراصل دنیا کے آئندہ امن کی بنیاد اسی پر ہے"

مطالبات ص 23)

مطالبہ دعا

"ایک اور چیز باقی رہ گئی ہے جو سب کے متعلق ہے گو غرباء اس میں زیادہ حصہ لے سکتے ہیں۔ دنیوی سامان خواہ کس قدر کئے جائیں آخر دنیاوی سامان ہیں اور ہماری ترقی کا انحصار ان پر نہیں بلکہ ہماری ترقی خدائی سامان کے ذریعہ ہو گی اور یہ خانہ اگرچہ سب سے اہم ہے مگر اسے میں نے آخر میں رکھا ہے اور وہ دعا کا خانہ ہے"

(مطالبات ص 128)

پس تحریک جدید کے مطالبات پر عمل کرنے کے لئے ان ارشادات کو مشعل راہ بنایئے۔

☆☆☆☆☆☆

قمر الحق قریشی صاحب

فونٹین پین

آج سے تین سو سال پہلے' پیرس کے ایک شخص نے چاندی کا ایک قلم بنایا۔ یہ ایک نلکی تھی جس کے سرے پر نب لگی ہوئی تھی۔ اس میں روشنائی بھر کر اوپر سے کارک لگا دیا جاتا تھا۔ یہ دنیا کا سب سے پہلا فونٹین پین تھا۔ 1832ء میں ایک انگریز نے اس پر کیپ لگا دی تاکہ اسے جیب میں رکھا جا سکے۔ 1859ء میں ایک اور شخص نے نلکی کے اندر ربڑ کی ایک ٹیوب لگا دی جس میں روشنائی بھری جاتی تھی۔ یہ پین لکھتے تو تھے مگر ان میں خرابی یہ تھی کہ روشنائی کا بہاؤ یکساں نہ تھا اور لکھائی کہیں ہلکی اور کہیں گہری ہوتی تھی بعض وقت لکھتے لکھتے قلم ایک دم بہت روشنائی چھوڑ دیتا اور سارا کاغذ خراب ہو جاتا۔

یہ فونٹین پین جو آج کل ہم استعمال کرتے ہیں امریکہ کے شخص' واٹر مین Waterman کی ایجاد ہے۔

واٹر مین ایک بیمہ کمپنی کا ایجنٹ تھا۔ اس نے ایک کروڑپتی سیٹھ کو بیمہ کرانے کے لئے راضی کیا لیکن جب کاغذ پر دستخط کرنے لگا تو پین نے سیاہی چھوڑ دی۔ جس سے کاغذ خراب ہو گیا۔ اس پر سیٹھ صاحب اتنے ناراض ہوئے کہ انہوں نے بیمہ کرانے سے انکار کر دیا۔ اسی وقت واٹر مین نے دل میں عہد کیا کہ میں ایک ایسا فونٹین پین بناؤں گا جو لکھنے والے کی منشاء کے مطابق لکھے اور سیاہی نہ چھوڑے۔ آخر 1884ء میں وہ ایسا فونٹین پین بنانے میں کامیاب ہو گیا۔ جس میں سے ہوا اور سیاہی بیک

باقی صفحہ 7 پر

Digitized by Khilafat Library Rabwah

مکرم پروفیسر راجہ نصراللہ خان صاحب

اچھا مضمون نگار بننے کا طریق

اگر یہ کہا جائے کہ علم و معرفت اور موثر و مدلل تقریر و تحریر جماعت احمدیہ کا مقدر اور طرہ امتیاز ہے تو اس میں ہرگز کوئی مبالغہ نہ ہوگا۔ وجہ یہ ہے کہ حضرت بانی سلسلہ عالیہ احمدیہ کو اس زمانہ میں دین کو روشن اور غالب دکھانے کے لئے علم و قلم کے ہتھیار عطا فرمائے گئے۔ چنانچہ یہ ایک ظاہر و باہر حقیقت ہے کہ اللہ تعالیٰ کے فضل سے جماعت احمدیہ کا علم کلام اور لٹریچر نہایت ہی پر شوکت روح پرور اور وسیع و بسیط ہے اور ہر طرف اس کا چرچا اور دھاک ہے۔ ایسا کیوں نہ ہو جبکہ خود حضرت بانی جماعت اپنی تصنیف لطیف تجلیات الٰہیہ صفحہ 17،18 پر یہ خدائی خبر بیان فرماتے ہیں۔

"میرے فرقہ کے لوگ اس قدر علم و معرفت میں کمال حاصل کریں گے کہ اپنی سچائی کے نور اور اپنے دلائل اور نشانوں کی رو سے سب کا منہ بند کر دیں گے"

ہمارا اہم فریضہ اللہ تعالیٰ کے فضل سے جماعت کو ابتداء سے ہی عظیم لٹریچر تخلیق کرنے اور اس میں مسلسل اضافہ کرنے کی برابر توفیق ملتی رہی ہے اور ہمارے بے شمار بزرگوں نے اس سلسلہ میں خوب نام پیدا کیا ہے۔ لیکن یہ ذمہ داری صرف چند اہل علم و قلم کی نہیں ہے۔ بحیثیت جماعت ہمیں لکھنے کی کوشش کرنی چاہئے۔ خاص طور پر ہمارے نوجوان جو اچھی تعلیم حاصل کر چکے ہیں یا اعلیٰ تعلیم کے زینے طے کر رہے ہیں ان کو علمی و تحقیقی کام کرنے اور مضامین لکھنے کی طرف بھرپور توجہ کرنی چاہئے۔ زیر نظر مضمون میں خاکسار زیادہ تر ایسے ہی لکھے پڑھے نوجوانوں کی خدمت میں مضمون نویسی کے کے حوالے سے کچھ عرض کرنا چاہتا ہے۔

مضمون نویسی کے اہم تقاضے اور مرحلے سب سے پہلے یہ عرض کرنا ضروری ہے کہ کسی کام کا عزم کرنے اور اس کے لئے عملی کوشش کرنے سے ہی اس کام کی صلاحیت اور قابلیت پیدا ہوتی ہے۔ آپ کمر ہمت باندھئے اور اس بات سے خوف نہ کھایئے کہ مضامین لکھنا صرف بڑے بڑے قلمکاروں کا ہی کام ہے۔ حقیقت یہ ہے کہ آج کے بڑے بڑے قلمکار کل کے مبتدی ہی تو تھے جنہوں نے ارادہ باندھ کر لکھنا شروع کیا' برابر مشق اور محنت کرتے رہے اور رفتہ رفتہ اعلیٰ پائے کے صحافی' مصنف اور مضمون نویس بن گئے گویا ؎

جب سونا آگ میں پڑتا ہے تو کندن بن کے نکلتا ہے

اب کچھ بنیادی باتیں بیان کی جاتی ہیں جن کو مد نظر رکھ کر آپ مضمون نویسی کی جانب کامیاب قدم بڑھا سکتے ہیں۔ (بفضلہ تعالیٰ)

ا۔ مطالعہ کا ذوق و شوق صاف ظاہر ہے کہ اگر آپ کسی موضوع پر طبع آزمائی کرنا چاہتے ہیں تو اس کے لئے آپ کے پاس کارآمد مواد ضرور ہونا چاہئے۔ اس لئے پہلی بات زیادہ سے زیادہ مفید مطالعہ کا شوق اور لگن ہے۔ اس کی مثال یوں سمجھئے کہ اگر آپ کسی دوست یا عزیز کو تحائف دینا چاہتے ہیں تو آپ کے پاس ان کی استطاعت اور گنجائش ہونا ضروری ہے۔ تبھی آپ بطور تحفہ کچھ پیش کر سکیں گے۔ اسی طرح دوسروں کو مفید معلومات اور دلچسپ افکار و خیالات مہیا کرنے کے لئے آپ کو وسیع مطالعہ اور گہرا غور و فکر کرنے کی ضرورت ہے۔ اس کے لئے آپ تازہ کتب و رسائل پڑھنے کے علاوہ سابقہ مصنفین اور اہل علم و دانش کی عظیم کتب بھی پڑھ سکتے ہیں۔ جنکے متعلق ایک مفکر نے وجد آفریں بات لکھی ہے۔

Books are embalmed minds.

کہ کتب دراصل ممتاز مصنفین اور مفکرین کے حنوط شدہ دماغ ہیں۔ ان عالی دماغوں اور ممتاز ہستیوں نے جو علم حاصل کیا اور جو نئے افکار و خیالات پیدا کئے انہیں اپنی کتب میں محفوظ کر دیا اور یہ قیمتی خزانہ اور سرمایہ ہمیں منتقل کر گئے۔ یہ ہماری کتنی بڑی خوش قسمتی ہے کہ مدت مزید کا فاصلہ حائل ہو جانے کے باوجود ہم ان کے علم و فضل سے استفادہ کر سکتے ہیں۔

ب۔ تراشے اور حوالے محفوظ کرنا جو کتب یا جرائد آپ کے مطالعہ میں آئیں ان میں سے اچھوتے مندرجات اور مفید حوالے آپ محفوظ کرتے جائیں۔ ایسے تراشوں یا فوٹوسٹیٹ کو جمع کرنے کے لئے آپ ایک فائل یا کاپی بنالیں جسے Scrap Book کہتے ہیں۔ ان مفید حوالوں اور تراشوں کو ترتیب کے ساتھ یعنی موضوع کے مطابق جمع کر سکیں تو بعد میں بآسانی ان کی طرف رجوع کر سکیں گے۔ یہ حوالے اور مندرجات آپ کو بعد میں کوئی مضمون تیار کرنے اور اس کو مدلل و دلچسپ بنانے میں بہت مددگار ثابت ہونگے۔ گویا اس طرح آپ کی تحریر مستند اور مزین ہو جائیگی۔ Quotable Quots (پیش کئے جانے کے قابل عمدہ حوالے یا مندرجات) کا یہ بہت بڑا فائدہ اور مزا ہے۔

ج۔ مضمون کا خاکہ تیار کرنا اگلا مرحلہ مضمون نگاری کی تیاری کا ہے۔ آپ موضوع چنئے جس کے متعلق آپ نے خاصا مطالعہ کیا ہے یا اس پر غور و فکر کر کے کچھ نکات اخذ کئے ہیں۔ اس موضوع پر مزید غور و فکر کر کے اور ذہن میں اس کی جگالی کر کے اب اسے Points یا پھر خاکے کی شکل میں کاغذ پر منتقل کیجئے۔ اور جہاں جہاں آپ مناسب اور ضروری سمجھتے ہیں حوالے وغیرہ جو آپ کی دسترس میں ہیں ان کا مختصراً اندراج کیجئے۔ گویا علم و مطالعہ کے چنے ہوئے موتیوں کو اب لڑیوں میں پرونے کی تیاری ہے۔

د۔ مضمون کو مکمل شکل دینا اب مضمون کو مکمل شکل میں تحریر کرنے کی باری ہے۔ آپ اپنے تیار کردہ خاکے کی مدد سے مضمون لکھنا شروع کریں۔ چھوٹی چھوٹی ذیلی سرخیوں کے تحت مختلف Points کو سلیس عبارت میں لکھتے جایئے۔ بھاری بھرکم اور گھسے پٹے الفاظ سے پرہیز کیجئے۔ مضمون میں ایک قدرتی اور بے تکلف بہاؤ ہونا چاہئے جو قاری کی نظر اور ذہن میں اترتا چلا جائے۔ جہاں خاص جذبات کا اظہار ہو وہاں الفاظ بھی اثر انگیز اور دلپذیر ہونے چاہئیں جو قاری کے دل میں گھر کر جائیں۔ موقع کی مناسبت سے کہیں کہیں برمحل اشعار بھی مضمون کے مزے کو دوبالا کر دیتے ہیں۔ دوران مضمون اگر کسی کتاب وغیرہ سے کوئی اقتباس درج کرنا چاہیں تو وہ حوالے کے ساتھ پیش کریں تاکہ مستند اور قابل اعتماد ثابت ہوں۔ مضمون لکھتے وقت کاغذ کے دائیں بائیں اطراف میں حاشیہ چھوڑئیے۔ صفحہ نمبر ڈالئے اور کاغذ کی صرف ایک طرف لکھئے۔ یہ بات آداب صحافت میں شامل ہے۔ حتی الامکان صاف صاف لکھیں اور ممکن ہو تو کالی سیاہی استعمال کریں۔

ر۔ نظر ثانی کرنا نہ بھولئے گا آپ مضمون کو مکمل کرنے کے بعد اس پر نظر ثانی ضرور کیجئے۔ اس کا فائدہ آپ خود محسوس کریں گے۔ کئی دفعہ چھوٹی موٹی املاء کی غلطیاں سرزد ہو جاتی ہیں۔ ان کی درستی لازمی ہے ورنہ مضمون بھدا معلوم ہوگا۔ (یہ اور بات ہے کہ کتابت یا کمپوزنگ کی غلطیوں پر آپ کا اختیار نہیں ہو سکتا) پھر نظر ثانی کرنے سے بعض اوقات کوئی نیا نکتہ یا بہتر فقرہ سوجھتا ہے اور بعض اوقات اپنے تحریر کردہ بعض الفاظ یا جملے ضرورت سے زائد یا بوجھل محسوس ہوتے ہیں۔ اس طرح مضمون کی درستی کا بہت بڑا مرحلہ خود مضمون نویس ہی کے ہاتھوں مکمل ہو جاتا ہے۔ بغور 'نظر ثانی' جو کہ تنقیدی نقطہ نظر سے کرنی چاہئے' بے حد ضروری ہے۔ ورنہ آپ کا مضمون اکثر و بیشتر ناقص رہ جائے گا۔ اس سلسلہ میں ہماری جماعت کے عظیم مصنف اور مبارک وجود حضرت مرزا بشیر احمد صاحب اپنے ایک مضمون میں 'جو الفضل مورخہ 13 فروری 1992ء میں دوبارہ شائع ہوا تحریر فرماتے ہیں۔

"حضرت بانی سلسلہ احمدیہ اپنے مضامین کی نظر ثانی بھی ضرور فرمایا کرتے تھے۔ چنانچہ آپ کے مسودات کی عبارت کئی جگہ سے کٹی ہوئی اور بدلی ہوئی نظر آتی تھی اور ایسا نہیں ہوتا تھا کہ بس جو لکھا گیا سو لکھا گیا۔ بلکہ آپ اس غرض سے اور نیز صحت کی غرض سے اپنی کتب کی کاپیاں اور پروف تک بھی خود ملاحظہ فرماتے تھے۔"

حضرت صاحبزادہ صاحب متذکرہ مضمون میں نوجوانان جماعت کو آگے بڑھ کر علم و قلم کے جوہر دکھانے کی تلقین کن پر اثر اور پر شوکت الفاظ میں فرماتے ہیں۔

"پس اے عزیزو اور اے دوستو! اپنے فرض کو پہچانو اور سلطان القلم کی جماعت میں ہو کر دین کی قلمی خدمت میں وہ جوہر دکھاؤ کہ اسلاف کی تلواریں تمہارے قلموں پر فخر کریں۔ قلم کے جوہر دکھائیں اور دنیا کی کایا پلٹ دیں۔"

اللہ اللہ کیا ہی پیار اور دل میں اتر جانے والا پیغام ہے۔

ایک مخلصانہ گزارش آخر پر خاکسار معزز اہل قلم حضرات اور نئے لکھنے والے باہمت اور شائقین نوجوانوں کی خدمت میں عرض کرتا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے ہمیں کچھ نہ کچھ لکھنے پر طبع آزمائی کرنے اور اپنی تحریروں کو پختہ رنگ دے کر شائع کرانے کے وسیع مواقع عطا فرما رکھے ہیں ذیلی تنظیموں کے الگ الگ رسائل سے لیکر مؤقر الفضل تک کے صفحات ہمیں لکھنے کا شوق اور احساس دلانے کے لئے بہت کافی ہیں۔

○○○

مکرم صوفی محمد اسحاق صاحب

قریشی حمید اسلم صاحب

انسانی زندگی خوشی و غمی کی ایک ایسی گزرگاہ ہے کہ جس میں خوشی اور غم نوبت بہ نوبت آتے رہتے ہیں اور ان سے سوائے کسی بے حس انسان کے ہر شخص ضرور متاثر ہوتا ہے۔

ایسی ہی ایک غمناک خبر اللہ کو پیارے ہو جانے والے قریشی حمید اسلم صاحب ایڈووکیٹ لاہور کے متعلق تھی۔

مجھے اپنے مؤقر جماعتی ادارہ دارالقضاء میں مرافعہ ثانیہ اور مرافعہ عالیہ میں تقریباً 18-19 سال خدمت کرنے کا موقعہ ملا ہے۔ اس عرصہ میں مجھے متعدد ایسے وکلاء جماعت سے مل کر کام کرنے کا موقعہ میسر آیا جو بڑے ہی خلوص اور محبت کے ساتھ اس جماعتی خدمت کو بجالایا کرتے تھے۔

ان اراکین قضاء یا ممبران بورڈ میں سے جن سے میں بہت متاثر ہوا ان میں سے ایک ہمارے یہ نہایت ہی عزیز بھائی مکرم قریشی حمید اسلم صاحب مرحوم تھے۔ یہ شرافت کے ایک ایسے پیکر تھے کہ جن کے چہرے مہرے سے حیاء اور شرافت ٹپکتی تھی۔ آپ کا لباس نہایت صاف ستھرا لیکن سادہ ہی ہوتا تھا۔ سنجیدہ غور و فکر کے حامل تھے۔ پاکیزہ مزاج آپ کا شعار تھا اور تکلیف و تکلف سے بالکل مبرّا اور مبرا تھے۔ خندہ پیشانی سے پیش آنا آپ کا وطیرہ تھا۔

مجھے یاد ہے کہ چند سال قبل جب میں ایک دفعہ اپنے کسی دوست کو ملنے لاہور ہائی کورٹ میں گیا تو داخل ہوتے ہی آپ اپنی کار میں واپس جا رہے تھے۔ مجھے تو نہیں علم تھا کہ کار کے اندر کون ہے لیکن جب وہ کار اچانک میرے پاس آ کر رکی تو میں نے دیکھا کہ اس میں سے ہنستے مسکراتے چہرے کے ساتھ ہمارے یہ بھائی کار سے باہر آئے اور مجھ سے معانقہ کرنے کے بعد دریافت کیا کہ آپ یہاں کیسے آئے ہیں کیا کوئی کام ہے؟ میں

باقی صفحہ 7 پر

Digitized by Khilafat Library Rabwah

اطلاعات و اعلانات

اجلاس بزم حسن بیان

مورخہ 16- مارچ 1999ء کو بزم حسن بیان دارلصدر شمالی حلقہ ب کے زیر اہتمام محترم چوہدری محمد علی صاحب وکیل التصنیف کے ساتھ ایک شام منائی گئی۔ تقریب کا آغاز تلاوت قرآن کریم سے ہوا جو عزیزم فاتح سعدی نے کی۔ اس کے بعد مکرم صدر صاحب بزم حسن بیاں نے اس محفل کے مہمان خصوصی محترم چوہدری محمد علی صاحب وکیل التصنیف کا تعارف کروایا۔ اور اس تقریب کی غرض و غایت بیان کی۔

محترم مہمان خصوصی نے اپنے خطاب میں نوجوانوں کے حوالے سے اپنے دور کے واقعات سنائے۔ آپ نے خصوصاً تعلیم الاسلام کالج اور حضرت صاحبزادہ مرزا ناصر احمد صاحب (خلیفۃ المسیح الثالث) کے ساتھ اپنی یادوں کا بھی تذکرہ فرمایا۔ آپ نے نوجوانوں کو نصیحت فرمائی کہ ہمیشہ سچائی کے علمبردار بن کر رہیں اور دنیا کے سامنے اپنا عظیم نمونہ پیش کریں کیونکہ ہماری خوش قسمتی ہے کہ ہمیں خلافت احمدیہ کی عظیم نعمت حاصل ہے۔ اور آج دنیا کی تمام برکتیں خلافت احمدیہ کے ساتھ وابستہ ہیں۔ اس لئے خلافت کے ساتھ وابستہ رہتے ہوئے اپنی زندگی بسر کریں۔

محترم چوہدری صاحب کے ایک گھنٹہ کے خطاب کے بعد نوجوانوں نے بعض سوالات کئے۔ جن کے تسلی بخش جوابات محترم چوہدری صاحب نے عطا فرمائے۔

آخر میں بزم حسن بیان کی طرف سے محترم چوہدری صاحب کا شکریہ ادا کیا گیا جو اپنی قیمتی مصروفیات کے باوجود نوجوانوں کی حوصلہ افزائی کے لئے تشریف لائے۔

امداد طلباء

مخیر احباب کی خدمت میں ضروری گذارش

شعبہ امداد طلبا اس وقت انتہائی اعانت کا محتاج ہے۔ تعلیم کے بڑھتے ہوئے اخراجات کی وجہ سے اس شعبہ کے وظائف بہت بڑھ گئے ہیں۔ اس کے لئے احباب جماعت سے گزارش ہے کہ تعلیم جو کہ وقت کی ایک اہم ضرورت ہے کے لئے زیادہ سے زیادہ عطیات و صدقات شعبہ امداد طلباء کے لئے بھجوائیں تاکہ ضرورت مند طلباء کی حسب ضرورت امداد کی جاسکے۔

امید ہے تمام مخیر احباب اس کار خیر میں زیادہ سے زیادہ حصہ لیں گے۔ یہ رقم بد امداد طلباء خزانہ صدر انجمن احمدیہ میں جمع کروا سکتے ہیں۔ براہ راست نگران امداد طلباء معرفت نظارت تعلیم کو بھی یہ رقوم بھجوائی جاسکتی ہیں۔

(نگران امداد طلباء)

نکاح

مکرم اویس عمر نصراللہ صاحب ابن مکرم مرزا خلیل احمد صاحب کراچی کا نکاح محترمہ عابدہ رحمان صاحبہ بنت مکرم مبارک احمد طاہر صاحب مشیر قانونی صدر انجمن احمدیہ ربوہ کے ہمراہ محترم مولانا دوست محمد شاہد صاحب مورخ احمدیت نے مورخہ 99-3-27 کو بعد نماز عصر بیت المبارک میں دو لاکھ روپے حق مہر پر پڑھا۔

عزیز اویس عمر نصراللہ مکرم مرزا محمد نصراللہ صاحب مرحوم دارالفضل قادیان کا پوتا اور مکرم محمد بشیر صاحب چغتائی کا نواسہ ہے۔

احباب کی خدمت میں درخواست دعا ہے کہ مولیٰ کریم جانبین کے لئے یہ رشتہ مبارک کرے اور بے حد خوشیوں اور مسرتوں اور دین و دنیا میں سرخروئی کا باعث ہو آمین۔

مکرم طاہر رمیض صاحب ابن مکرم محمد داؤد صاحب ریٹائرڈ سٹیشن ماسٹر حال نیویارک' امریکہ کے نکاح کا اعلان ہمراہ عزیزہ محترمہ مبشرہ حمید صاحبہ بنت مکرم عبدالحمید صاحب آف نیو یارک' امریکہ ڈیڑھ لاکھ روپے حق مہر پر مکرم مولانا دوست محمد صاحب شاہد (مورخ احمدیت) نے مورخہ 30- مارچ 1999ء بعد نماز عصر بیت مبارک میں فرمایا۔

احباب دعا کریں کہ اللہ تعالیٰ یہ نکاح فریقین کے لئے بہت بابرکت فرمائے اور خوشیوں سے معمور زندگی عطا کرے۔ آمین۔

مکرم چوہدری محمد ظفر اقبال صاحب ولد مکرم چوہدری منور احمد صاحب مدینہ کالونی والٹن لاہور کا نکاح ہمراہ عزیزہ ثروت عروج سعید صاحبہ دختر چوہدری سعید احمد کوکب عمر کالونی۔ انفنٹری روڈ۔ دھرم پورہ لاہور بعوض حق مہر مبلغ پچھتر ہزار روپے مورخہ 12- فروری 1999ء کو مکرم آصف جاوید چیمہ صاحب مربی سلسلہ دارالذکر لاہور نے پڑھا۔

احباب جماعت دعا کریں اللہ تعالیٰ اس رشتہ کو جانبین اور سلسلہ کے لئے مبارک اور مثمر بثمرات حسنہ بنائے۔

مکرم توقیر احمد بٹر صاحب ابن مکرم محمد اکرم بٹر صاحب کا نکاح عزیزہ اختر شاہین صاحبہ بنت مکرم ناصر احمد ملی صاحب فیروز والہ ضلع گوجرانوالہ کے ساتھ بعوض پچاس ہزار روپے حق مہر پر مکرم محمد داؤد صاحب مربی سلسلہ نے مورخہ 29- مارچ 1999ء (99-3-29) کو بیت الاحمدیہ فیروزوالہ ضلع گوجرانوالہ میں پڑھا۔

عزیز مکرم توقیر احمد بٹر صاحب محترم محمد سعید بقاپوری صاحب مرحوم کا نواسہ اور مکرم محمد انور صاحب بٹر سابق صدر جماعت احمدیہ فیروزوالہ کا بھتیجا ہے۔

احباب جماعت سے درخواست دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ یہ رشتہ جانبین کے لئے مبارک اور ثمر آور فرمائے۔

☆ ☆ ☆ ☆ ☆ ☆

اعلان دار القضاء

(محترمہ امتہ الامین صاحبہ بابت ترکہ مکرم جلال الدین اختر صاحب)

محترمہ امتہ الامین صاحبہ وغیرہ ورثاء مکرم جلال الدین اختر صاحب C/O مکرم وزیر محمد صاحب ساکن دارالعلوم جنوبی ربوہ نے درخواست دی ہے کہ موصوف .قضائے الٰہی وفات پاگئے ہیں۔ قطعات نمبر 4/20-3 واقع محلہ دارالعلوم شرقی ربوہ برقبہ 10 مرلہ فی قطعہ ان کے نام بطور مقاطعہ غیر منتقل شدہ ہیں۔ یہ قطعات محترمہ امتہ الامین صاحبہ (بیوہ) کے نام منتقل کئے جائیں۔ دیگر ورثاء کو اس پر کوئی اعتراض نہ ہے۔ جملہ ورثاء کی تفصیل یہ ہے۔

1- محترمہ امتہ الامین صاحبہ (بیوہ)
2- محترمہ امتہ الحکیم صاحبہ (بیٹی)
3- محترمہ امتہ المتین صاحبہ (بیٹی)
4- مکرم غیاث الدین صاحب (بیٹا)
5- مکرم مبارک احمد صاحب (بیٹا)

بذریعہ اخبار اعلان کیا جاتا ہے کہ اگر کسی وارث یا غیر وارث کو اس انتقال پر کوئی اعتراض ہو تو تیس یوم کے اندر اندر دارالقضاء ربوہ میں اطلاع دیں۔

(ناظم دار القضاء- ربوہ)

(مکرم کرامت اللہ ظفر صاحب بابت ترکہ مکرم نذیر احمد شاد صاحب)

مکرم کرامت اللہ ظفر صاحب ابن مکرم ماسٹر نذیر احمد صاحب شاد صاحب ساکن نمبر 10/3 دارالعلوم غربی (حلقہ خلیل) ربوہ نے درخواست دی ہے کہ میرے والد .قضائے الٰہی وفات پاگئے ہیں۔ لہٰذا ان کا مکان و دوکان واقع قطعہ نمبر 10/3 دارالعلوم ربوہ برقبہ 10 مرلہ 7 مربع فٹ اور قومی بچت میں جمع شدہ رقم مبلغ ایک لاکھ روپیہ (Rs-100000) ان کے سب ورثاء میں شرعی لحاظ سے تقسیم کر دیا جائے۔ جملہ ورثاء کی تفصیل یہ ہے:-

1- محترمہ صدیقہ حلیمہ صاحبہ (بیوہ)
2- محترمہ بشریٰ نفیسہ صاحبہ (بیٹی)
3- محترمہ صادقہ انیسہ صاحبہ (بیٹی)
4- مکرم ندیم احمد معین صاحب (بیٹا)
5- مکرم کرامت اللہ صاحب ظفر (بیٹا)

بذریعہ اخبار اعلان کیا جاتا ہے کہ اگر کسی وارث یا غیر وارث کو اس تقسیم پر کوئی اعتراض ہو تو تیس یوم کے اندر اندر دارالقضاء ربوہ میں اطلاع دیں۔ (ناظم دار القضاء- ربوہ)

پتہ درکار ہے

محترمہ نعیمہ نسیم صاحبہ زوجہ مکرم ملک نسیم احمد صاحب وصیت نمبر 18727 آف کوئٹہ کا دفتر ہذا سے کچھ عرصہ سے رابطہ نہیں ہے۔ اگر وہ خود یہ اعلان پڑھیں یا ان کے کسی عزیز کو ان کے موجودہ پتے کا علم ہو تو فوری دفتر ہذا سے رابطہ کریں۔ (سیکرٹری مجلس کارپرداز- ربوہ)

ضروری اعلان

○ لجنہ اماء اللہ ضلع کراچی حضرت سیدہ نواب مبارکہ بیگم صاحبہ کی سیرت و سوانح پر کتاب مرتب کر رہی ہے۔ احباب کرام سے درخواست ہے کہ اگر کوئی یادگار واقعہ ان کے پاس امانت ہو تو سپرد قلم کریں۔ اسی طرح موصوفہ کا کوئی مکتوب. یا تحریر بھی عنایت فرمائیں۔

رابطہ کا پتہ صدر صاحبہ لجنہ اماء اللہ ضلع کراچی احمدیہ ہال میگزین لین کراچی نمبر 3۔

☆ ☆ ☆ ☆ ☆ ☆

بقیہ صفحہ 5

وقت مخالف سمتوں میں چلتی تھیں اور قلم سیاہی نہیں چھوڑتا تھا۔ اس وقت سے اب تک فونٹین پین کی شکل و صورت میں تبدیلیاں تو ہوتی ہیں لیکن طریقہ واٹرمین کا ہی برتا جاتا ہے۔ بال پوائنٹ بھی فونٹین پین کی ہی قسم ہے یہ لاس بیرو کی ایجاد ہے اس نے 1938ء میں اسے ایجاد کیا۔

(ماخوذ از روشن معلومات از یونس ادیب)

☆ ☆ ☆ ☆ ☆ ☆

بقیہ صفحہ 6

نے ان کا شکریہ ادا کیا اور کہا کہ مجھے کوئی ایسا کام نہیں جس کے لئے میں آپ کو تکلیف دینا چاہوں یہ کہہ کر میں ان سے رخصت ہوا اور وہ اپنی کار میں بیٹھ کر چلے گئے۔ میں ان کی اس انکساری اور شرافت سے از حد متاثر ہوا۔ اس لئے میں ہمیشہ ہی ان کا بہت ادب اور احترام کرتا تھا۔

جب ہم سب ممبران بورڈ اپنے اپنے مفوضہ بورڈوں کے مقدمات کی سماعت کے بعد کھانے کے لئے رات گئے ایک جگہ جمع ہوتے تو اس وقت بھی ان کے ساتھ کوئی نہ کوئی لطیفہ' چٹکلہ یا پاکیزہ مزاح ضرور ہوا کرتا تھا۔

آپ کو کچھ عرصہ قبل اپنے سر میں کسی تکلیف کا احساس ہوا تو علاج کے لئے بیرون ملک امریکہ چلے گئے اور وہاں سے اپریشن کروانے کے بعد تسلی سے واپس آگئے کہ اب اپریشن ہو چکا ہے اور خطرہ ٹل گیا ہے اور جیسا کہ مکرم ثاقب صاحب نے اپنے ہفت روزہ "لاہور" میں لکھا ہے کہ انہوں نے مکرم ثاقب صاحب کو خود فون کیا کہ بفضلہ تعالیٰ میں ٹھیک ہو کر واپس آگیا ہوں لیکن اس کے صرف دو دن بعد ہی آپ اللہ کو پیارے ہو گئے۔

افسوس کیسے کیسے قابل فخر وجود اس دنیا میں اپنے ساتھیوں کو داغ مفارقت دے کر انہیں حزین و غمگین چھوڑ کر بارگاہ الٰہی میں حاضر ہو جاتے ہیں۔

اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ وہ ہمارے اس عزیز بھائی کو کروٹ کروٹ جنت نصیب کرے' ان سے اعلیٰ سلوک مغفرت فرمائے' ان کے جملہ پسماندگان کو صبر جمیل عطا فرماتے ہوئے سب آن ان کا حافظ و ناصر ہو اور ہماری جماعت کو بھی ان کا نعم البدل عطا فرمائے۔ آمین

Digitized by Khilafat Library Rabwah

خبریں قومی اخبارات سے

ربوہ : 6- اپریل- گذشتہ چوبیس گھنٹوں میں
کم سے کم درجہ حرارت 21 درجے سنٹی گریڈ
زیادہ سے زیادہ درجہ حرارت 34 درجے سنٹی گریڈ
7-اپریل- غروب آفتاب- 6-34
8-اپریل- طلوع فجر- 4-22
8-اپریل- طلوع آفتاب 5-46

عالمی خبریں

لیبیا کے شہری یو این او کے حوالے

1988ء میں لاکربی بم دھماکہ میں ملوث دو لیبیائی باشندوں کو گذشتہ روز طرابلس میں اقوام متحدہ کے قانونی مشیر کے حوالے کردیا گیا۔ جنوبی افریقہ کے صدر نیلسن منڈیلا کا خصوصی نمائندہ اس موقع پر موجود تھا اس طرح سے وہ مرحلہ مکمل ہوگیا جس کی تکمیل کی دنیا بھر کو 11 سال سے انتظار تھی۔ دو افراد کے نام یہ ہیں سابق انٹیلی جنس ایجنٹ 47 سالہ عبدالباسط اور الامین خلیفہ عمر 43 سال۔ ان پر یہ الزام ہے کہ انہوں نے دسمبر 1988ء میں پین ایم کے ایک طیارے کو سکاٹ لینڈ کے شہر لاکربی کے نزدیک بم دھماکہ سے تباہ کردیا تھا جس کے نتیجے میں امریکی فضائی کمپنی کے طیارے پر سوار 270 مسافر ہلاک ہوگئے تھے۔ اب ان دونوں افراد پر ہالینڈ میں مقدمہ چلے گا۔ امریکہ یہ ملزمان اپنے حوالے کرنے کا مطالبہ کر رہا تھا۔ مگر لیبیا کا اصرار تھا کہ کسی غیر جانبدار ملک میں مقدمہ چلایا جائے اور ملزمان اقوام متحدہ کے حوالے کئے جائیں۔ اب امید ہے کہ لیبیا کے خلاف پابندیاں ختم ہوجائیں گی۔

فضائیہ کا ہیڈ کوارٹر تباہ

نیٹو کے طیاروں نے سربوں پر فضائی حملوں کا دائرہ وسیع کردیا ہے۔ پورے یوگوسلاویہ پر حملے کئے گئے۔ فضائیہ کے ہیڈ کوارٹر' توپخانے کی کمان' بارکیں' کارخانے اور عمارتیں تباہ کردی گئیں۔ نیٹو کے طیارے بلغراد پر نیچی پروازیں کرتے رہے۔ بحیرہ ایڈریاٹک سے 20 کروز میزائل داغے گئے۔ درجنوں افراد زخمی ہوئے۔ کئی مقامات پر آگ لگ گئی۔ امریکہ نے دو درجن اپاچی ہیلی کاپٹر اور دو ہزار فوجی البانیہ بھیجنے کا اعلان کردیا ہے۔ زمینی جنگ شروع ہونے کا بھی خدشہ ہے۔

نئے الیکشن ناگزیر ہوگئے

سیاسی مبصرین کا کہنا ہے کہ بھارت کی مخلوط حکومت جلد ٹوٹ جائے گی۔ اس طرح سے واجپائی کی واپسی کے بعد نئے الیکشن ناگزیر ہوجائیں گے۔ اگر اپوزیشن کانگریس متبادل حکومت بنانے میں کامیاب بھی ہوگئی تو زیادہ دیر چل نہ سکے گی اور نئے الیکشن بہرحال قبل از وقت ہوں گے۔

الجزائر میں 22 فوجی ہلاک

الجزائر میں فوجی حکومت اور مسلمان انتہا پسندوں کے درمیان جاری خانہ جنگی کے نتیجے میں ایک واقعہ میں 22- فوجی ہلاک ہوگئے۔ کہا جا رہا ہے کہ یہ واقعہ چند روز قبل فوج کے ہاتھوں 11- افراد کی ہلاکت کا رد عمل ہے۔

اسرائیل کے انتخابات

اسرائیل میں 17- مئی کو عام انتخابات ہو رہے ہیں۔ حکمران لیکوڈ پارٹی کے مقابلے میں سابق حکمران لیبر پارٹی صف آراء ہے۔ دونوں پارٹیوں میں سخت مقابلہ جاری ہے۔

میکسیکو میں پل ٹوٹ گیا

میکسیکو میں ریلوے پل ٹوٹنے سے ٹرین کھڈ میں جا گری جس سے 53- مسافر ہلاک ہوگئے۔ ڈیڑھ سو سال پرانا پل خستہ حال ہو چکا تھا۔ 93- مسافر زخمی ہو گئے۔

55 فیصد اسرائیلیوں کی رائے

اسرائیل کی ایک یونیورسٹی نے ایک سروے کیا ہے جس سے پتہ چلا ہے کہ 55 فیصد اسرائیلی اس رائے کے حامل ہیں کہ فلسطینیوں کی الگ آزاد مملکت قائم کردی جائے۔

ملکی خبریں

ریاض بسراء پولیس مقابلہ میں ہلاک

ملک بھر میں دہشت کی علامت اشتہاری دہشت گرد ریاض بسرا کے بارے میں دعویٰ کیا جا رہا ہے کہ اسے سرگودھا میں ایک پولیس مقابلہ میں اس کے ایک ساتھی سمیت ہلاک کردیا گیا ہے۔ فوجی افسروں کو ملنے والی اطلاع کے بعد فوج' ایلیٹ فورس اور پولیس کمانڈوز کی مشترکہ ٹیم نے الرجی سنٹر کو گھیرے میں لے لیا۔ ریاض بسرا کے دو ساتھیوں اور ڈسپنسر کو گرفتار کرلیا گیا۔ ریاض ایرانی قونصلیٹ صادق گنجی اور کمشنر سرگودھا سمیت 119- افراد کے قتل میں مطلوب تھا۔ آپریشن میں ایلیٹ فورس کے 40 جوانوں اور تین ہزار پولیس اہلکاروں نے حصہ لیا۔ ریاض بسرا لشکر جھنگوی کا سربراہ تھا۔ بتایا گیا ہے کہ ریاض بسرا کی والدہ نے بیٹے کی لاش شناخت کرلی ہے۔

عدالتی کمشن کی رپورٹ اوپن

سپریم کورٹ کے حکم پر احتساب بنچ کے روبرو سوئس عدالتی کمشن کی رپورٹ اوپن کردی گئی۔ کچھ دستاویزات کی تصدیق ہوئی ہے۔ بعض سوئس جج کے پاس بھی نہیں۔ رپورٹ پیش ہونے کے وقت آصف زرداری بھی موجود تھے۔ عدالت نے صفائی کے سوئس وکیل کو پیش ہونے کی اجازت دے دی۔ وکلائے صفائی کو کاپیاں فراہم کرنے اور اعتراضات داخل کرانے کا حکم دے دیا گیا۔

بینظیر دورے پر چلی گئیں

بینظیر بھٹو دوبئی' برطانیہ' کینیڈا اور امریکہ کے دورے پر روانہ ہوگئیں۔ روانگی سے قبل اخباری نمائندوں سے باتیں کرتے ہوئے انہوں نے کہا کہ عوام حکومت سے عاجز آگئے ہیں۔ نواز شریف نے فارن کرنسی اکاؤنٹس سے گیارہ ارب ڈالر کھانے کا اعتراف کرلیا ہے اب وہ استعفیٰ کیوں نہیں دیتے۔ وزیر خزانہ نادہندہ اور کرپشن کے الزام میں ملوث ہیں ان کے خلاف لندن میں مقدمہ زیر سماعت ہے۔

ریلیف نہیں ملے گا

وزیر خزانہ اسحاق ڈار نے پیشگی خبردار کردیا ہے کہ تاجروں اور صنعتکاروں کو بجٹ میں ریلیف نہیں ملے گا۔ جو پیکیج پہلے دے چکے ہیں وہ موجودہ حالات میں کافی ہے۔

فشریز بورڈ کا قیام

مچھلیوں کی برآمدات میں اضافے کے لئے فشریز بورڈ قائم کردیا گیا ہے۔ بورڈ کا سربراہ نجی شعبے سے لیا جائے گا۔

آصف بھوجا کیس

آصف بھوجا کے قتل کے کیس میں حساس ادارے کے افسر کا بھائی اور 10- دیگر افراد گرفتار کرلئے گئے۔ حیدر آباد کے مختلف علاقوں میں کراچی پولیس نے چھاپے مارے۔ ڈاکٹر قدیر نامی ایک شخص کی تلاش جاری ہے۔

میاں معراج دین کیس

پنجاب کے مستعفی ہونے والے وزیر میاں معراج دین کے خلاف بجلی چوری کا کیس احتساب بیورو کو بھیج دیا گیا۔ احتساب بیورو نے واپڈا سے مکمل تفصیلات طلب کرلی ہیں۔ میاں معراج اور ان کے ساتھیوں کا موقف ہے کہ جرمانہ دے دیا اب معاملہ ختم ہونا چاہئے۔

رحمت شاہ آفریدی کا مزید ریمانڈ

منشیات کی سمگلنگ میں گرفتار ہونے والے فرنٹیئر پوسٹ کے مالک و ایڈیٹر رحمت شاہ آفریدی کا مزید 7- روزہ جسمانی ریمانڈ حاصل کرلیا گیا۔

گھی مہنگا ہوگیا

منڈی میں گھی کی قیمت میں ڈیڑھ روپیہ فی کلو اضافہ ہوگیا ہے۔

شہادت کے 48 سال بعد

ایک خبر کے مطابق شہادت کے 48 سال بعد نائیک سیف علی کو نشان حیدر دیا جا رہا ہے۔ انہوں نے 22- اکتوبر 1948ء کو آزادی کشمیر کی جنگ میں بھارت کے پورے انفنٹری بریگیڈ کا حملہ پسپا کردیا تھا۔

فوجی کمانڈوز متعین کرنے کا فیصلہ

پیٹرولیم اور سوئی گیس کی تنصیبات پر فوجی کمانڈوز متعین کرنے کا فیصلہ کیا گیا ہے۔ وزارت پیٹرولیم نے منظوری دے دی ہے۔

گورنر نہیں آئی جی

متحدہ قومی موومنٹ کے آفتاب شیخ نے ایک پریس کانفرنس میں الزام لگایا ہے کہ سندھ پر گورنر نہیں بلکہ آئی جی پولیس حکمران ہیں۔ ہر قتل متحدہ پر تھوپ کر بلدیاتی اداروں پر مسلم لیگ کو مسلط کرنے کا منصوبہ بنایا جا رہا ہے۔

میوزیکل چیئر سیاست

جنرل (ر) اسلم بیگ اور علامہ طاہر القادری نے مشترکہ طور پر تعاون کرنے کے بعد کہا ہے کہ دو جماعتوں کی میوزیکل چیئر والی سیاست نہیں چلنے دیں گے۔

63 ہومیو مفردات سے 'عین مریض مطابق' لاکھوں
مرکبات- سمیلز- ٹچز
تیاری فن نبض غذا اپنا تھراپی استعمال سمیت-
ایک ماہ میں- بذریعہ ٹیوشن یا ڈاک
ہومیو ڈاکٹر محمد اسلم سجاد
31/55 علوم شرقی ربوہ- Ph: 04524-212694

مکان برائے فروخت
واقع محلہ دارالبرکات نمبر 2 برقبہ ایک کنال بالمقابل جامعہ احمدیہ برلب سڑک برائے رابطہ
شیخ مبارک احمد ایڈیشنل ناظر مال آمد ربوہ
چوہدری محمد عبدالوہاب انم ٹریول ایجنسی اسلام آباد
☎ دفتر 272109
گھر 282539 (051)

خالص سونے کے زیورات کا مرکز
شریف جیولرز
اقصیٰ روڈ ربوہ
☎ دوکان 212515
رہائش 212300

خوشخبری
حضرت حکیم نظام جان کا مشہور دواخانہ
مطب حمید
نے اب سرگودھا میں بھی کام شروع کردیا ہے
• حکیم صاحب گوجرانوالہ سے ہر ماہ کی 15-16-17 تاریخ کو مطب میں موجود ہوں گے۔
☎: 214338
منیجر مطب حمید 49 ٹیل فیصل آباد روڈ
مدنی ٹاؤن نزد سیکنڈری ایجوکیشن بورڈ سرگودھا